"فریدی پسند دل" کو ایک بار پھر یقین دلاتا ہوں کہ "زہریلا سیارہ" کی کہانی انہیں ضرور پسند آئے گی۔ فریدی کو وہ جس انداز میں دیکھنا چاہتے ہیں اسی انداز میں نظر آئے گا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ حمید صاحب کیسے کیسے گل کھلاتے ہیں۔ بہت دنوں سے اونگھ رہے تھے۔ اچانک چونکے ہیں۔ آپ کا یہ خیال غلط ہے کہ حمید صاحب محض ہیرا پھیری میں پڑے رہتے ہیں — اس کہانی میں دیکھئے گا کہ وہ کتنے چاق چوبند نظر آتے ہیں۔ اس میں انہوں نے خود بھی کچھ فیصلے کئے ہیں۔ فریدی کی انگلی ہی پکڑ کر چلنے کی کوشش نہیں کی۔

والسلام

ابن صفی

۲۱
۱۲
۷۴

●

جیسے ہی کیبل کار تیسرے کٹاؤ میں داخل ہوئی۔ سونیا کا دل دھڑکنے لگا۔ کوئی نہ کوئی مسافر ضرور ہوگا اور اس کے لئے فوری طور پر پنچ یا کافی تیار کرنی پڑے گی۔ اس کا چھوٹا سا اقامتی ہوٹل تیسرے کٹاؤ ہی کے قریب واقع تھا۔ جسے متوسط درجہ کے ٹورسٹ نظر انداز نہیں کر سکتے تھے۔

سردی شباب پر تھی۔ صبح خاصی برف باری ہوئی تھی اور پھر اس کے بعد شمال سے تیز ہواؤں کے جھکڑ آئے تھے اور زمین پر پڑی ہوئی برف سخت ہو گئی تھی۔ لیکن یہ سب کچھ اس کی پریشانی کی وجہ نہیں تھے۔

یہ چھوٹا سا ہوٹل اس لئے کورٹینا ڈی ایمپیزو میں مشہور تھا کہ اس کے باپ اور بھائی "اس کی انگ" کے ماہر تھے اور خراب سے خراب موسم میں بھی مسافروں کو "اس کی انگ" کرادیا کرتے تھے۔

آج بھی یہی ہوا تھا۔ اس کا باپ ایک امریکی کو "اسکی انگ" کرانے لے گیا تھا اور بعد میں معلوم ہوا تھا کہ آج وہ شاید ہی واپس آسکے۔ کسی نے ان دونوں کے جانے کے بعد سونیا کو اسی کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اس کے باپ کے کچھ دشمن ان دنوں ڈی ایمپیزو میں ٹھہرے ہوئے تھے اور غالباً موقع کے منتظر بھی تھے۔ بھائی کہیں اور گیا ہوا تھا اور شام سے قبل اس کی واپسی ناممکن تھی۔

ہوٹل میں اس وقت بھی سات مسافر موجود تھے جن میں پانچ مرد اور دو عورتیں تھیں۔ آٹھواں امریکی اس کے باپ کے ساتھ "اسکی انگ" کے لئے گیا ہوا تھا۔

سونیا بیحد پریشان تھی اور اس وقت کسی نویں مسافر کے لئے کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ لیکن وہ کیا کرتی کہ نویں مسافر کے ساتھ اس کا بھائی بھی کمرے میں داخل ہوا تھا اور اس نے اس کا سوٹ کیس بھی اٹھا رکھا تھا۔ سونیا اس کی طرف جھپٹی اور جلدی جلدی اُسے بتانے لگی۔

"اوہ — وہم ہے تمہارا۔" بھائی نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دی۔

"تم سمجھتے کیوں نہیں۔"

"سمجھ جاؤں گا۔ پہلے تم اِس شریف آدمی کے لئے گرما گرم چائے تیار کر دو۔"

"تمہارا دوست نہیں ہے۔"

"نہیں کیبل کار پر ہم دونوں ساتھ ہی ساتھ سوار ہوتے تھے۔ ایشیائی ہے شریف اور بے ضرر آدمی معلوم ہوتا ہے۔"

سونیا نے نووارد کو غور سے دیکھا جس کے چہرے پر بڑی خوبصورت سی حماقت چھائی ہوئی تھی۔ بالکل ایسا لگتا تھا جیسے پالنے سے اٹھ کر سیدھا، اسی طرف چلا آیا ہو۔

"میں بہت پریشان ہوں ٹونی۔ تم سمجھتے کیوں نہیں۔"

"اچھی بات ہے۔ میں خود ہی کچن میں جا رہا ہوں۔ چلو میں تمہیں تمہارا کمرہ دکھا دوں۔" ٹونی نے نووارد کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہا تھا۔ وہ اُسے اپنے ساتھ لے گیا اور سونیا وہیں کھڑی رہی۔ ٹھیک اسی وقت رسکیو پارٹی کی ایک گاڑی صدر دروازے کے قریب رکی تھی اور عملے کا ایک آدمی گاڑی سے اتر کر اندر داخل ہوا تھا۔

"سونیا! میں شدت سے کسی گرم مشروب کی ضرورت محسوس کر رہا ہوں۔" اس نے سونیا کی طرف دیکھے بغیر کہا اور بڑی میز کے قریب ایک کرسی سنبھال لی۔

"اس وقت میں کچھ نہ کر سکوں گی۔ ٹونی کچن میں ہے تم بھی سیدھے وہیں چلے جاؤ۔"

"آج یہاں سے کوئی شمال مشرق کی طرف تو نہیں گیا؟" دفعتاً اجنبی نے پوچھا اور سونیا بیساختہ چونک پڑی۔

"گ... گ... کیوں۔"

"کچھ دیر پہلے اُدھر فائروں کی آوازیں سنی گئی ہیں۔"

"خدا خیر کرے۔ پاپا اُدھر ہی گئے تھے۔" وہ کپکپاتی ہوئی آواز میں بولی۔ پھر ہذیانی انداز میں چیخنے لگی۔ "ٹونی۔ ٹونی۔ خدا کے لئے اندر آؤ۔"

دوسرے ہی لمحے میں ٹونی دوڑا آیا تھا۔

"کیا ہوا۔ کیا ہوا۔ اوہ سی نور ڈی مورا۔"

"اُدھر گولیاں چلی ہیں۔"

"شمال مشرق کی طرف... پاپا اُدھر ہی گئے تھے۔"

"ایسے موسم میں گئے ہی کیوں۔" ڈی مورا بولا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا۔؟" ٹونی نے سونیا کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"ڈی مورا نے بتایا ہے۔"

"تب تو ٹھیک ہی ہوگا۔"

"ایسے موسم میں تو میں بھی اُدھر جانے کی جرأت نہیں کر سکتا۔" ڈی مورا نے ہاتھ ملتے ہوئے کہا۔ "تمہارا دل چاہے تو گاڑی لے جاؤ۔ میں جوابدہی کر لوں گا۔ اگر کوئی بات آ پڑی۔"

"اب تو جانا ہی پڑے گا" ٹونی پر تشویش لہجے میں بولا۔ "اچھا میں گاڑی لے جا رہا ہوں۔"

"تمہیں تنہا نہیں جانے دوں گی۔" سونیا بول پڑی۔

"پھر کون جائے گا میرے ساتھ۔" وہ چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔

سارے مسافر کمرے ہی میں اکٹھا ہو گئے تھے۔ ان میں ٹونی کے ساتھ والا مسافر بھی شامل تھا اور بڑی معصومیت سے ایک ایک کی شکل دیکھے جا رہا تھا۔ سب خاموش کھڑے رہے۔ کسی نے بھی ٹونی کے ساتھ جانے کی پیشکش نہ کی۔

"میں چل رہی ہوں۔" دفعتاً سونیا بولی۔

"تم کیا کر لو۔ گی۔"

"کچھ بھی نہیں لیکن مجھے اطمینان تو رہے گا کہ تم تنہا نہیں ہو۔"

"اچھا — اچھا۔ میرا "اسکی انگ" کا سامان تو نکلواؤ۔" ٹونی نے کہا۔

"اور ایک سیٹ میرے لئے بھی۔" دفعتاً نواں مسافر آگے بڑھ کر بولا۔

"کک . . . کیوں . . ." سونیا ہکلائی۔

"میں جاؤں گا ٹونی کے ساتھ۔"

"ارے — تم — !"

"ہاں کیوں نہیں! میں کسی ریگستان سے تو نہیں آ رہا۔ میرے ملک میں بھی پہاڑ ہیں۔ ان پر بھی برف گرتی ہے۔ وہاں بھی "اسکی انگ" ہوتی ہے۔"

"لیکن تم ؟"

"پرواہ مت کرو۔ ایک سیٹ میرے لئے بھی منگواؤ۔"

"تم بہت تھکے ہوئے ہو۔ تمہیں آرام کی ضرورت ہے۔ ایک کپ چائے بھی تو ابھی تک نصیب نہیں ہوئی تمہیں۔"

"تھرموس میں بھر لیں گے چائے . . . اور راستے میں پی لیں گے۔"

"میں ابھی تھرموس تیار کرتی ہوں۔" سونیا کچن کی طرف دوڑ گئی۔

ڈی مورا اُن کے قریب آ کھڑا ہوا تھا اور احمق مسافر کو گھورے جا رہا تھا۔

"تم نہیں جانتے کہ کہاں جا رہے ہو۔" دفعتاً اس نے عمران کو مخاطب کیا۔

"ٹونی تو جانتا ہے۔" عمران نے لاپروائی سے کہا۔

برف پہ چلنے والی گاڑی میں سامان سفر رکھ دیا گیا اور وہ دونوں باہر نکلے۔ ڈی مورا کی آنکھوں میں گہری تشویش کے آثار تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اب اپنی پیشکش پر پچھتا رہا تھا۔

"ڈی مورا تمہاری چائے ٹھنڈی ہو رہی ہے۔" سونیا بولی۔

"اُو — ہاں۔" وہ چونک پڑا۔

ٹونی نویں مسافر کا بازو پکڑے ہوئے گاڑی کی طرف بڑھ گیا تھا۔ ابھی ٹونی نے اسٹیرنگ بھی نہیں سنبھالا تھا کہ ڈی مورا دوڑتا ہوا آیا اور ٹونی کو گاڑی سے متعلق ہدایات دیتا ہوا بولا "مجھے غلط نہ سمجھنا ٹونی۔ دراصل صبح سے میرے سینے میں ہلکا ہلکا درد ہو رہا ہے۔"

"اُوہ تم اس کی پرواہ مت کرو ڈی مورا۔ گاڑی بحفاظت تمام واپس آئے گی اور ہاں تم یہیں آرام کرو۔ سونیا سے کہنا کمرہ کھلوا دے گی۔"

"شکریہ ٹونی! تم ایک فراخدل باپ کے بیٹے ہو۔"

گاڑی اسٹارٹ ہو کر آگے بڑھ گئی۔

"تمہارا نام کیا ہے دوست۔" دفعتاً ٹونی نے نویں مسافر سے پوچھا۔

"عمران — !"

"تم مجھے بہت نیک دل آدمی معلوم ہوتے ہو۔"

"صرف نیک دل ہوں۔ آدمی نہ کہو مجھے۔"

"کیوں؟ کیوں؟"

"اس لئے کہ آدمی نہیں ہوں۔"

"بھوت ہو۔" ٹونی ہنس پڑا۔

"یہی سمجھ لو۔"

"کیا پہلے بھی کبھی ادھر آچکے ہو۔"

"کبھی نہیں!"

"پھر بھی میرے ساتھ جانے پر تیار ہوگئے۔"

"آدمی نہیں ہوں۔ اسی لئے تو کچھ سوچے سمجھے بغیر تیار ہوگیا تھا۔"

"کچھ بھی ہو ہمدردی کا جذبہ رکھتے ہو۔ یہی بہت بڑی بات ہے اس زمانے میں تم نے دیکھا تھا کہ ڈی مورا بھی پیچھے ہٹ گیا۔"

"قصہ کیا ہے؟"

"بہت پرانی رنجشوں کی کہانی ہے۔ میرا باپ یہی کہتا ہے۔"

"تو کیا وہ دشمن کبھی کبھی کورٹینا آتے ہیں۔"

"شاید یہی بات ہے۔" ٹونی نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "سونیا اس سلسلے میں شاید مجھ سے زیادہ جانتی ہے۔ وہ میری سوتیلی بہن ہے نا۔ باپ اسے بہت چاہتا ہے۔"

گاڑی کی رفتار زیادہ تیز نہیں تھی۔ ان کا رُخ شمال مشرق کی طرف تھا۔

"اسکی انگ" کیسی کر لیتے ہو۔"

"خاصی ہے۔ تم فکر نہ کرو۔ میرا بار تمہیں نہ اٹھانا پڑے گا۔"

"موسم زیادہ خراب ہو تو دشواریوں کا سامنا ہو جاتا ہے۔"

"دیکھا جائے گا۔ کیا اب میں تھرموس سے چائے انڈیل سکتا ہوں۔"

"اُوہو۔ ضرور میں تو بھول ہی گیا تھا دوست۔ معاف کرنا۔"

"تمہارے باپ کی تو ساری زندگی یہیں گذری ہوگی۔" عمران نے چائے انڈیلتے ہوئے پوچھا۔

"ظاہر ہے۔"

"تو اس سے پہلے بھی ایسے واقعات پیش آئے ہوں گے۔"

"ضرور آتے ہوں گے۔"

"تمہیں علم نہیں۔" عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

"دیکھو دوست میرا باپ اپنے نجی معاملات میں کسی کو بھی شریک نہیں کرتا۔ ویسے سونیا سب کچھ جانتی ہوگی۔ مجھے یقین ہے۔"

"اتنا ہی چاہتا ہے سونیا کو۔"

"ہاں۔ وہ میری مرحومہ ماں کی ہمشکل ہے نا۔"

"اس کا مطلب یہ ہوا کہ تمہارے باپ نے محبت کی تھی۔"

"اس میں تو شک نہیں۔"

"میرا خیال ہے کہ گاڑی روک کر تم بھی ایک کپ پی لو۔"

"ہاں ٹھیک ہے۔" ٹونی نے کہا اور گاڑی روک دی۔ عمران نے اس کے لئے بھی چائے انڈیل دی تھی۔ ٹونی گھونٹ لے کر بولا۔ "اس موسم میں میرے باپ کے علاوہ اور کوئی اس قسم کا خطرہ مول نہیں لے سکتا۔"

"لیکن میرا خیال ہے کہ میں نے بہت سے لوگوں کو برف پر دوڑتے دیکھا تھا۔"

"موسم خراب ہونے سے پہلے کی بات ہے۔ وہ موسم خراب ہونے کے بعد گیا ہے۔ برف کے طوفان میں وہ باہر نکلا تھا۔ یہ امریکن بھی بڑے خبطی ہوتے ہیں۔

اگر وہ میرے باپ کو مجبور نہ کرتا تو۔"

کپ خالی کر کے اُس نے پھر انجن اسٹارٹ کیا۔ گاڑی بڑھتی رہی برف باری کچھ دیر سے رُکی ہوئی تھی۔

"ہم غالباً شمال مشرق ہی کی طرف جا رہے ہیں۔" عمران نے تھوڑی دیر بعد کہا۔

"نہیں اشمال کی طرف... آگے چل کر مشرق کی طرف مڑیں گے۔ پینتالیس کے زاویے سے۔ اُوہ — وہ دیکھو — تین آدمی ادھر ہی آ رہے ہیں۔"

"رک کر دیکھ لو۔ شاید..." عمران نے کہا اور ٹونی نے گاڑی روک دی۔

تین آدمی اسی سمت دوڑتے آ رہے تھے۔ ٹونی گاڑی سے کود گیا۔ عمران بھی اترا تھا۔

"اُوہو۔ ان میں سے تو ایک وہی امریکن ہے۔ لل... لیکن پاپا۔" ٹونی بڑبڑایا۔

"کیا وہ ان میں نہیں ہے؟"

"نہیں — !"

"اُوہ — اچھا انہیں قریب آنے دو۔"

"یہ دونوں بھی میرے لئے اجنبی ہیں۔ شاید کسی دوسرے ہوٹل کے مسافر ہیں۔"

اُن کے قریب پہنچ کر وہ رکے تھے۔ اور ٹونی نے چھوٹتے ہی امریکن سے اپنے باپ کے متعلق پوچھا تھا۔

"میں کچھ نہیں جانتا۔ دو تین فائر ہوئے تھے اور پھر تمہارا باپ میری نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا۔"

ٹونی نے سوالیہ نظروں سے ان دونوں کی طرف دیکھا۔

"یہ ہمیں برف کے تودے میں دفن ملے تھے۔ ایک ہاتھ اوپر نکلا رہ گیا تھا اسی بنا پر..."

"بہت جلد اس قابل بھی ہو گئے تم کہ اپنے پیروں پر کھڑے ہو سکو۔" ٹونی نے امریکن کو گھورتے ہوئے کہا۔

"آدھے گھنٹے تک بیہوش رہے تھے۔" ایک ساتھی بولا۔

"مجھے بتاؤ کہ فائر کہاں ہوئے تھے؟" ٹونی نے امریکن کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"میں اس ویرانے میں اجنبی ہوں اچھے لڑکے۔" امریکن کراہتا ہوا بولا۔ "میری نیت پر شبہہ مت کرو۔ پھر میں تمہارے باپ کا دشمن کیونکر ہو سکتا ہوں جبکہ پہلی بار ہماری ملاقات ہوئی ہے۔"

"کیا تم کوشش کے باوجود بھی اس جگہ کی نشاندہی نہیں کر سکتے جہاں فائرنگ ہوئی تھی۔"

"اُوہ... خدایا... کچھ کچھ یاد تو آ رہا ہے۔ شاید تین نوکوں والی چٹانوں کے قریب... ہاں ہاں — وہ چٹان مجھے عجیب لگی تھی۔"

"میں سمجھ گیا۔" ٹونی سر ہلا کر بولا۔ اور عمران کی طرف دیکھنے لگا۔

"کیا خیال ہے؟" عمران نے پوچھا۔

"ان تینوں کو یہیں گاڑی میں چھوڑ کر ہم دونوں چلتے ہیں۔ لیکن ایک بار پھر سوچ لو۔ یہاں سے ہم "اسکی انگ" کرتے ہوئے جائیں گے۔"

"اچھا تو میں پہنتا ہوں اپنی اسکیز۔" عمران بولا۔

تین چار منٹ کے اندر ہی دونوں تیار ہو گئے تھے۔

"ہماری واپسی تک تم تینوں یہیں ٹھہرو گے۔" ٹونی نے اُن سے کہا۔

"میں رک جاؤں گا۔" امریکن بولا۔ "لیکن تم ان دونوں شریف آدمیوں کو اس پر مجبور نہیں کر سکتے۔"

"نہیں۔ ہم ضرور رکیں گے۔" دونوں نے بیک وقت کہا تھا۔

دونوں آگے پیچھے روانہ ہوئے تھے۔ ابتداء میں عمران کی رفتار سُست رہی تھی۔ پھر اُس نے جلد ہی ٹونی کو جا لیا۔

"کوئی دشواری تو محسوس نہیں ہو رہی ہے؟" ٹونی نے چیخ کر پوچھا۔

"بالکل نہیں! تم مطمئن رہو۔" عمران نے جواب دیا۔

"مجھ سے کسی قدر فاصلہ برقرار رکھو۔" ٹونی نے کہا۔

"بہت اچھا۔" عمران نے اپنی رفتار کسی حد تک کم کر دی۔

پھر کچھ دیر بعد وہ اُس سے تقریباً دو سو ۲۰۰ گز پیچھے تھا۔ مشورہ مناسب ہی تھا۔ دوڑ جاری رہی۔ کئی جگہ انہیں لمبی چھلانگیں بھی لگانی پڑی تھیں۔ بالآخر کچھ دیر بعد ٹونی نے ہاتھ اٹھا کر رکنے کا اشارہ کیا تھا۔

عمران اس کے قریب ہی جا کر رکا تھا۔

"وہ رہی تین نوکوں والی چٹان۔" ٹونی ایک جانب ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"یعنی یہیں تین فائر ہوئے تھے۔" عمران بڑبڑایا۔

"ان کے بیان کے مطابق یہی جگہ ہو سکتی ہے۔"

"تو پھر تلاش کا آغاز یہیں سے ہونا چاہیئے۔" عمران بولا۔

"سوال تو یہ ہے کہ کریں کیا۔ کیا میں اسے آوازیں دوں۔" ٹونی نے الجھ کر کہا۔

"کہیں وہ بھی اسی امریکن کی طرح بیہوش نہ ہو گئے ہوں۔"

"تب تو منوں برف کے نیچے کہیں نہ کہیں دفن ہی ہو گیا ہو گا۔"

دفعتاً ٹونی نے اپنے باپ کو آوازیں دینی شروع کر دی تھیں۔ اس کا اضطراب بڑھتا جا رہا تھا۔

"اس سے کوئی فائدہ نہ ہو گا۔" عمران اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر بولا۔ "تلاش کرو۔ اگر اس جگہ زخمی بھی ہوں گے تو پھسلتے ہوئے نیچے چلے گئے ہوں گے۔" اس نے سامنے والے طویل نشیب کی طرف اشارہ کیا تھا۔

"چھلانگیں لگانی پڑیں گی۔" ٹونی بولا۔

"لگائیں گے۔ چلو پیچھے ہٹ چلو۔ کم از کم دو فرلانگ پیچھے وہاں سے اسٹارٹ لے کر چھلانگیں لگائیں گے۔"

"تم خاصی معلومات رکھتے ہو۔"

"ہر سال سوئٹزرلینڈ جاتا ہوں۔ اس بار ادھر آ نکلا۔" عمران نے کہا۔

پھر وہ وہاں سے تقریباً دو ڈھائی فرلانگ پیچھے ہٹ آتے تھے۔ پھر دوڑ لگا کر نشیب میں چھلانگیں لگائی تھیں۔ عمران تو سنبھل گیا تھا لیکن ٹونی دور تک لڑھکتا چلا گیا تھا۔ پھر وہ سنبھل کر پلٹا۔ اس نے دیکھا کہ عمران برف سے کوئی چیز نکالنے کی کوشش کر رہا ہے۔ وہ اس کے قریب پہنچا۔ یہ ایک خون آلود رومال تھا۔

"خدا کی قسم یہ پاپا کا ہے۔" ٹونی بدحواس ہو کر بولا۔

"اوہ... تو پھر... تو پھر—!"

ٹونی دیوانہ وار اُسی جگہ اسٹک سے برف ہٹانے لگا تھا۔ لیکن خاصا گہرا گڑھا بنا لینے کے بعد بھی وہاں کچھ نہ مل سکا۔

"ہم وقت ضائع کر رہے ہیں۔" عمران بڑبڑایا۔

"پھر بتاؤ کیا کریں۔" ٹونی مضطربانہ انداز میں بولا۔ پھر سیدھا کھڑا ہو کر چاروں طرف نظر دوڑانے لگا۔

"میرا خیال ہے کہ یہاں آس پاس کہیں ایک لکڑی کا مکان ہے۔" اُس نے کچھ دیر بعد کہا۔

"وہاں کون رہتا ہے؟"

"کوئی بھی نہیں۔ میں نے اُسے ہمیشہ ویران ہی دیکھا ہے۔ کبھی کبھی برف کے طوفان میں گھر جانے والے وہاں پناہ لیا کرتے ہیں۔"

"چلو تو وہ مکان ہی تلاش کریں۔ ہو سکتا ہے۔ زخمی ہو جانے کے بعد وہاں انہوں نے پناہ لی ہو۔"

"چلو۔!"

انہوں نے پھر ایک جانب دوڑ لگائی تھی۔ ٹونی آگے تھا اور عمران اس سے چند قدم پیچھے تھوڑی ہی دیر بعد انہیں وہ عمارت دکھائی دے گئی تھی۔

"ٹھہرو۔!" عمران بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "اُس تودے کی اوٹ سے۔"

ٹونی رکتے رکتے تودے کے قریب ہی جا پہنچا تھا۔ عمران نے تھیلے سے دوربین نکالی اور عمارت کی طرف دیکھنے لگا۔

"دو آدمی باہر موجود ہیں۔ رائفلیں ہیں ان کے ہاتھوں میں۔ یہ دیکھو۔"

ٹونی نے دوربین اس سے لے کر لکڑی کی عمارت کی طرف دیکھا۔ ا کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔

"ہے کوئی چکر۔" وہ کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا۔ "وہ لوگ مسلح ہیں اور ہم خالی ہاتھ ہیں۔"

"تم اس کی فکر نہ کرو۔ اچھا ٹھہرو۔ کیوں نہ ہم لمبا چکر کاٹ کر عمارت کی پشت پر پہنچنے کی کوشش کریں۔"

"ٹھیک ہے۔"

ٹیکروں کی اوٹ لیتے ہوئے وہ متعین کی ہوئی سمت روانہ ہو گئے تھے۔

ٹونی کو اپنے اعصاب پر قابو پانا محال ہو رہا تھا کہ اس کا باپ اسی عمارت میں ہوگا۔ وہ عمارت کی پشت پر جا پہنچے اور ٹونی نے دیکھا کہ عمران اپنی "اسکیز" اتار رہا ہے۔ وہ بھی اس کے قریب جا پہنچا۔

قد آدم سے بھی کسی قدر اونچائی پر عقبی دیوار میں کچھ روشندان دکھائی دے رہے تھے۔

"کیا کرو گے؟" ٹونی نے آہستہ سے پوچھا۔

"ذرا اندر کا جائزہ لوں گا۔ باہر تو دو عدد موجود ہیں۔ اندر بھی دیکھوں۔"

"احتیاط سے۔ . . ہم لٹتے ہیں۔"

"ریوالور کا تجربہ ہے تمہیں؟"

"کیوں نہیں۔ . . کیوں نہیں۔ میرا نشانہ بھی اچھا خاصا ہے۔"

"اچھا تو یہ سنبھالو۔" عمران نے تھیلے سے اعشاریہ تین آٹھ کا ریوالور نکال کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "میں جا رہا ہوں۔ تم ادھر کا دھیان رکھنا۔ سارے چیمبر بھرے ہوئے ہیں۔"

ٹونی نے متحیرانہ انداز میں پلکیں جھپکائیں اور ریوالور اس سے لے لیا۔

عمران دیوار کی طرف بڑھ گیا تھا۔

سخت برف کے ایک چھوٹے سے ڈھیر پر کھڑا ہو کر وہ روشندان تک پہنچا تھا۔ کچھ دیر دوسری طرف جھانکتا رہا پھر ٹونی کی طرف پلٹ آیا۔

"اندر تین آدمی ہیں۔ ان میں ایک عورت بھی ہے۔ چوتھے کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوئے ہیں اور وہ فرش پر دوزانو بیٹھا ہوا ہے۔ وہ لوگ اس سے کچھ معلوم کرنے کے سلسلے میں تشدد کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔"

"بڑی بڑی سنہری مونچھوں والا ہے؟" ٹونی نے مضطربانہ انداز میں پوچھ

"ہاں!"

"مم... میرا باپ ہے۔"

"اندر والے دونوں آدمی بھی مسلح معلوم ہوتے ہیں۔ چیر لاؤ۔ ریوالور م دو۔ میں سامنے ہی سے اُن پر حملہ کر کے انہیں باہر نکال لوں گا۔ تم ادھ ہی ٹھہرو۔ جب وہ باہر آ جائیں تو اپنے باپ کو نکال لانا۔"

"دیکھو دوست! وہ چار ہیں اور تم تنہا۔"

"فکر مت کرو۔ میں نپٹ لوں گا۔"

وہ اس سے ریوالور لے کر تودوں کی آڑ لیتا ہوا دوسری طرف چلا گیا ٹونی عقبی دیوار سے لگا کھڑا رہا۔ تھوڑی دیر بعد ایک فائر کی آواز سنی ج کسی قدر دور کی معلوم ہوتی تھی۔ پھر قریب ہی سے بھی دو فائر ہوئے عمارت کے اندر سے بھی کھڑبڑاہٹ سنائی دینے لگی تھی۔ ٹونی کی ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑ گئی۔ وہ صرف کھلاڑی تھا۔ اسے لڑائی بھڑائی کا تجربہ نہیں تھا۔ قریب ہی اس نے ایک کراہ سنی ت اور پھر تو فائر ہی فائر — ایک چیخ اور — پھر گالیوں کا طوفان — د طرف سے فائر ہو رہے تھے۔

"آخر وہ ہے کہاں... کون ہے؟" کسی نے چیخ کر کہا۔

"پتہ نہیں کون ہے؟" نسوانی آواز آئی۔

پھر دور کے ایک فائر کے ساتھ ہی تیسری چیخ سنائی دی۔

"بھاگو۔!" یہ کسی عورت کی آواز تھی۔

"ادھر سے بائیں جانب۔" کسی مرد کی آواز تھی۔

اس کے بعد دو فائر اور ہوتے تھے اور پھر سناٹا چھا گیا تھا۔ ٹونی دیوار سے لگا کھڑا ہانپتا رہا۔ پھر تھوڑی دیر بعد اس نے احمق مسافر کی آواز سنی وہ نام لے لے کر اُسے پکار رہا تھا۔

"مم... میں... یہاں ہوں۔" ٹونی کپکپاتی ہوئی سی آواز میں بولا۔

"تو ادھر آؤ نا۔ دیکھو۔ یہ کیا ہوا ہے۔"

ٹونی عمارت کے سامنے والے حصے کی طرف پہنچا۔ یہاں تین لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔

"یہ دیکھو۔ یہ خواہ مخواہ مر گئے۔" عمران نے احمقانہ انداز میں کہا۔

"مم... مر گئے..." ٹونی ہکلایا۔

"ہاں... یار... پتہ نہیں کس طرح...!"

"ٹونی... کیا تم ہو؟" اندر سے بھرائی ہوئی سی آواز آئی۔

"ہاں... پاپا... تم خیریت سے ہو نا..."

"ہاں... اندر آؤ بیٹے... ورنہ وہ پھر پلٹ پڑیں گے۔"

ٹونی بوکھلایا ہوا اندر داخل ہوا۔ عمران اس کے پیچھے تھا۔ اس کا باپ اب بھی فرش پر دوزانو بیٹھا ہوا تھا اور اس کے ہاتھ پشت پر بندھے ہوتے تھے۔

"کھڑے دیکھتے کیا ہو۔" عمران بولا۔ "ان کے ہاتھ کھول کر اٹھاؤ۔ اور پوچھو کہ کہاں گولی لگی ہے۔"

"کہیں بھی نہیں۔ میرے گولی نہیں لگی تھی۔ گر پڑا تھا۔ ناک سے خاصا خون نکل گیا۔ لیکن فائرنگ کس نے کی تھی؟"

"مم... میرے ساتھی نے..." ٹونی عمران کی طرف دیکھ کر ہکلایا۔

"کیا کوئی زخمی بھی ہوا ہے۔ میں نے چیخیں سنی تھیں۔"

"تین ختم ہو گئے ہیں۔"

"نن... نہیں... !" اس کا باپ بوکھلا کر کھڑا ہو گیا۔ وہ عمران کو غور سے دیکھے جا رہا تھا۔ "ناممکن — !" وہ بالآخر بڑبڑایا۔

"خود چل کر دیکھ لو۔" ٹونی نے کہا۔

"اگر یہ صحیح ہے تو قیامت آ جائے گی۔"

وہ تینوں عمارت سے باہر آئے تھے اور لاشیں دیکھ کر ٹونی کے باپ کی حالت غیر ہو گئی۔

"مم... میں تو ہوائی فائر کر رہا تھا۔" عمران نے مُسمّی صورت بنا کر کہا۔ "یہ پتہ نہیں کیسے مر گئے۔"

"اب انہیں جتنی جلد ممکن ہو سکے دفن کر دو، ورنہ پولیس بھی انہی کا ساتھ دے گی۔ ہماری بات پر کوئی یقین نہیں کرے گا۔"

"ٹھہرو۔" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "بڑی اچھی تدبیر سمجھ میں آئی ہے۔ وہ لاشیں برآمد نہ کر سکیں گے۔"

"تو کچھ کرو جلدی سے۔"

"تم دونوں یہیں ٹھہرو۔" کہہ کر عمران نے بڑی احتیاط سے ایک

لاش اپنے ہاتھوں پر اٹھائی اور سامنے والے تودے کے پیچھے غائب ہو گیا۔

"یہ کون ہے ٹونی؟" اس کے باپ نے مضطربانہ انداز میں کہا۔ "مجھے کوئی ایشیائی لگتا ہے۔"

"ہمارا نیا گاہک پاپا — سونیا تمہارے لئے بہت پریشان تھی۔ اتنے میں معلوم ہوا کہ شمال مشرق کی طرف فائروں کی آوازیں سنی گئی ہیں۔ وہ بے چین ہو گئی۔ لیکن مجھے تنہا ادھر نہیں آنے دے رہی تھی اور کوئی ساتھ آنے پر تیار نہیں تھا — دفعتاً اس مسافر نے کہا میں ساتھ چلوں گا۔"

"صورت سے تو بالکل بے وقوف معلوم ہوتا ہے۔"

"ہاں یہ بات تو ہے۔"

اس دوران میں عمران دوسری لاش بھی اٹھا لے گیا تھا۔ یہ دونوں گفتگو میں کھوئے ہوئے تھے۔ اس وقت چونکے جب وہ تیسری لاش اٹھا رہا تھا۔

"آخر تم کیا کر رہے ہو۔" ٹونی کا باپ اس کی طرف بڑھتا ہوا مضطربانہ انداز میں بولا۔

"آؤ میرے ساتھ، میں تمہیں دکھاؤں۔ ان کے فرشتے بھی نہ معلوم کر سکیں گے کہ لاشیں کہاں گئیں۔" عمران نے کہا۔

اس بار وہ دونوں بھی اس کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔ عمران ایک جگہ رک گیا اور انہوں نے دیکھا کہ وہ لاش کو ایک بڑے سوراخ میں ٹھونس رہا ہے۔ وہ دونوں اس کے قریب جا پہنچے۔

"اوہ — !" ٹونی کے باپ نے طویل سانس لی۔ عمران نے تیسری لاش کو بھی ٹھکانے لگا دیا تھا اس کے بعد اُس نے اِدھر اُدھر سے برف سمیٹ

کر اس سوراخ میں بھرنی شروع کر دی تھی۔

"صورت سے تو بالکل احمق معلوم ہوتا ہے۔" ٹونی کے باپ نے آہستہ سے کہا۔

"احمق نہ کہو پاپا۔ دیکھو کتنا معصوم لگ رہا ہے۔ مجھے تو اس پر پیار آ رہا ہے۔"

سوراخ بند کرنے کے بعد عمران اٹھ کھڑا ہوا۔

"اب وہاں سے بھی کشمکش کے آثار مٹا دو۔" اس نے ان دونوں کی طرف دیکھ کر کہا۔

"او... ہاں..." ٹونی کا باپ چونک کر بولا۔ "یہ بہت ضروری ہے۔"

پندرہ بیس منٹ اس کام میں صرف ہوئے تھے اس کے بعد ان کی روانگی ہوئی تھی۔ ٹونی کا باپ" اس کی اہمگ" کر سکتا تھا۔ اس کی ناک میں اندرونی چوٹ آئی تھی۔ ویسے بالکل ٹھیک تھا۔

انہوں نے برف گاڑی تک دوڑ لگائی تھی۔ تینوں آدمی گاڑی ہی میں موجود تھے۔ ٹونی کے باپ نے انہیں بتایا کہ خاص طور پر اُسے نشانہ نہیں بنایا گیا تھا۔ وہ تو نادانستگی میں ایک گڑھے میں گر گیا تھا اور فائر شکاریوں نے کئے تھے۔ ان اطراف میں بھیڑیوں کا شکار ہوتا ہی رہتا تھا۔ یہ اور بات ہے کہ اس دن سرے سے شکار کا موسم ہی نہ رہا ہو۔ بہرحال وقتی طور پر وہ تینوں اس کے بیان سے مطمئن ہو گئے تھے اور گاڑی بستی کی طرف روانہ ہو گئی تھی۔ عمران کی آنکھیں بند تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے بیٹھے بیٹھے ہی گہری نیند سو گیا ہو۔

●

"مجھے تو یقین نہیں آتا۔" سونیا آہستہ سے بولی۔

"یقین کرو۔"

"ہو سکتا ہے اُن کے ساتھیوں ہی نے انہیں مار ڈالا ہو۔ کرائے کے آدمی رہے ہوں۔ پاپا کا یہی خیال ہے۔"

"آخر پاپا ان کے بارے میں ہمیں کچھ کیوں نہیں بتاتے۔"

"پُرانی خاندانی دشمنی ہے۔"

"تو ہمیں کیوں اندھیرے میں رکھا جا رہا ہے۔ ہمیں بھی تو معلوم ہونا چاہئے کہ وہ کون ہیں۔ ہو سکتا ہے۔ کبھی ہم بھی اُن کا نشانہ بن جائیں۔"

"وہ کہتے ہیں کہ دشمنی انہی کی ذات تک محدود ہے۔ اگلی نسل سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔"

"تو پھر وہ خاندانی دشمنی ہرگز نہیں ہو سکتی۔"

"یہی تو میں بھی سوچتی ہوں۔"

"سنو! میری یادداشت میں اُن پر حملہ اس وقت ہوا تھا جب وہ اجنبی آرٹسٹ یہاں آیا تھا۔ پاپا بیمار تھے اور وہ رات بھر تنہا ان کے کمرے میں رہا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ وہ ان کی دیکھ بھال کرے گا حالانکہ پاپا بخار کی شدت کی وجہ سے بالکل غافل تھے۔"

"سب سے بڑی حماقت تو ہم سے یہی ہوئی تھی کہ ہم نے اس پر اعتماد کر لیا تھا۔" سونیا کچھ سوچتی ہوئی بولی۔ "لیکن اس نے تو پاپا کو کوئی نقصان

نہیں پہنچا یا تھا۔"

"پھر ہم سے ملے بغیر اچانک چلا کیوں گیا تھا۔ صبح اٹھ کر ہم نے اسے پاپا کے کمرے میں نہیں دیکھا تھا۔"

"اور پاپا پر تین دن بعد حملہ ہوا تھا۔"

"اور کیا تمہیں وہ تصویر یاد نہیں جو ایک ہفتے کے بعد اخبارات میں شائع ہوئی تھی۔ لاش کی تصویر — حالانکہ چہرہ مسخ ہو چکا تھا لیکن پھر بھی مجھے تو وہی آرٹسٹ لگا تھا۔"

"ہاں... کیا تم نے محسوس نہیں کیا تھا کہ پاپا اس لاش کی تصویر دیکھ کر سراسیمہ سے ہو گئے تھے۔"

"مجھے تو یاد نہیں۔"

"مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ کئی دن تک خوفزدہ سے نظر آتے رہے تھے۔"

"تو وہ لاش جو برف میں دبی ہوئی ملی تھی..."

"اس کے سر میں دو سوراخ تھے۔ سراغرساں کا خیال تھا کہ بہت قریب سے اُسے گولی ماری گئی تھی۔"

"خدا جانے کیا چکر ہے۔ آج میں اسی لاش کے حوالے سے ان سے گفتگو کروں گا۔"

"ابھی نہیں۔ آج کے صدمے سے تو چھٹکارا پا لینے دو۔"

"تم سمجھتی کیوں نہیں۔ جتنی جلد معاملہ صاف ہو جائے اتنا ہی اچھا ہے۔"

"اوہ — دوپہر کا کھانا... میں اس مہربان مسافر کا کھانا خود پہنچاؤں گی اس کے کمرے میں۔"

"لیکن اس معاملے سے متعلق کوئی گفتگو نہ کرنا۔"

"کیوں؟"

"وہ ہمارا محسن ہے۔ اور ہم سے توقع رکھتا ہے کہ ہم اس واقع کا تذکرہ تم سے بھی نہیں کریں گے۔ اپنے اسی بیان پر قائم رہیں گے کہ پاپا اتفاقاً گڑھے میں گر گئے تھے اور اسی وقت بعض شکاریوں نے فائر بھی کئے تھے۔"

"اگر پولیس بیان لینے آئے تو میری دانست میں بیان میں کسی قدر اضافہ زیادہ موزوں رہے گا۔" سونیا نے کہا۔

"کیسا اضافہ — ؟"

"یہی کہ پاپا کو دو بھیڑیوں نے دوڑایا تھا اور جان بچانے کے لئے بھاگے تھے اور گڑھے میں جا گرے تھے۔ اس طرح شکاریوں والی بات بھی پکی ہو جائے گی۔ ورنہ ایسے موسم میں کون نکلتا ہے۔"

"مشورہ تو معقول ہے۔ لیکن وہ مسافر جو پاپا کے ساتھ تھا۔"

"ہاں... یہ بات تو ہے۔"

"چھوڑو بھی اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ البتہ اگر لاشیں ٹھکانے نہ لگا دی گئی ہوتیں تو تھی پریشانی کی بات ہم دشواریوں میں پڑ جاتے۔"

سونیا خاموش ہو گئی۔ پھر وہ کچن کی طرف چلی آئی تھی اور ٹونی اُن مسافروں کے پاس جا بیٹھا تھا جو ڈائننگ ہال میں برج کھیل رہے تھے۔ فرائنگ پین میں انڈے توڑتے وقت سونیا اسی احمق مسافر کے بارے میں سوچے جا رہی تھی۔ ہو سکتا ہے وہ بہت زیادہ خائف ہو اسی لئے کمرہ بند کر کے پڑ رہا ہو۔ اُس کے ہاتھوں تین آدمی مارے گئے تھے اور اسی نے لاشیں اٹھا اٹھا کر بھی گڑھے میں پھینکی تھیں۔ کام کرتے

وقت تو کچھ بھی نہیں محسوس ہوتا۔ بس کام ختم کر لینے کی دُھن ہوتی ہے۔ لیکن بعد میں جب اطمینان سے اس پر غور کرنے کا موقع ملتا ہے۔ تب ہوتا ہے۔ ردِ عمل۔ اور وہ تو بیچارا ایک معصوم سا آدمی ہے۔ دونوں طرف سے گولیاں چل رہی ہوں تو نشانہ لینے کا موقع کب ملتا ہے۔ ایسے میں تو بس بدقسمتی جسے بھی چاٹ جائے بیچارہ — کیا نام بتایا تھا ٹونی نے — ہاں — ہاں — عمران بیچارہ عمران — میں اُسے تسلیاں دوں گی — یہ ظاہر کئے بغیر کہ مجھے اس کے کارنامے کا علم ہے۔

دوسرے گاہکوں کو ڈائننگ ہال میں کھانا بھجوا دینے کے بعد اس نے عمران کے لئے ٹرے سجائی تھی اور اس کے کمرے کی طرف چل پڑی تھی۔ ٹھوکر سے دروازہ بجا کر اُسے آوازیں دینی پڑی تھیں۔ تب کہیں وہ بیدار ہوا تھا۔ دروازہ کھول کر سامنے ہی کھڑا آنکھیں ملتا رہا۔

"ایک طرف ہٹو۔ میں تمہارے لئے کھانا لائی ہوں۔" سونیا نے نرم لہجے میں کہا۔

وہ اس طرح چونک پڑا۔ جیسے ابھی تک خواب دیکھتا رہا ہو۔

"اچھا۔۔۔ اچھا۔۔۔!" وہ ایک طرف ہٹتا ہوا بولا۔

"یہ چھوٹی میز یہاں رکھو۔ دیکھتے نہیں میرے دونوں ہاتھ پھنسے ہوئے ہیں۔"

"اُو ہاں۔۔۔ ہاں۔" اس نے بوکھلاتے ہوئے انداز میں تعمیل کی تھی۔

سونیا نے ٹرے میز پر رکھ دی اور خود بھی ایک کرسی کھینچ کر میز کے قریب بیٹھتی ہوئی بولی۔ "شراب کون سی پیتے ہو۔ یہ بھی بتا دو۔ موجود نہ ہو گی تو کہیں سے فراہم کریں گے۔"

"میں شراب نہیں پیتا۔"

"یہاں اس سردی میں بھی نہیں؟" سونیا نے حیرت سے پوچھا۔

"کافی سے زیادہ گرم مشروب مجھے نزلے میں مبتلا کر دیتا ہے۔"

"تم بہت اچھے آدمی ہو۔"

"اچھا۔۔۔!" عمران کے لہجے میں احمقانہ تحیر تھا۔

"ہمدرد اور بہادر بھی۔"

"پپ۔۔۔ پیٹ خراب ہو جائے گا میرا۔ ایسی باتیں نہ کرو۔"

وہ ہنس پڑی تھی اور عمران کھانا کھاتا رہا تھا۔

"تمہی نے ہمت کی تھی اور تو کوئی بھی تیار نہیں ہوا تھا۔" وہ تھوڑی دیر بعد پھر بولی۔ "ٹونی کہہ رہا تھا کہ تم "اسکی انگ" کے بھی ماہر معلوم ہوتے ہو۔"

"بالکل خراب ہو جائے گا پیٹ۔" عمران کراہا۔

"تم اپنی بیوی کو بھی کیوں نہیں لائے تھے۔"

"کہاں ہے؟" عمران نے حیرت سے پوچھا۔

"تمہی جانتے ہو گے۔ میں کیا بتاؤں۔"

"میں تو نہیں جانتا۔"

"اپنی بیوی کو نہیں جانتے۔"

"ارے وہ۔" عمران احمقانہ انداز میں ہنس کر بولا۔ "وہ تو ابھی پیدا ہی نہیں ہوئی۔"

"اُوہو۔ تو غیر شادی شدہ ہو۔"

"بالکل۔۔۔ بالکل۔"

اتنے میں ٹونی بھی آ گیا۔ وہ کچھ پریشان سا لگ رہا تھا۔

"وہ آگئے ہیں۔" اُس نے بھرّائی ہوئی آواز میں کہا۔

"کون آگئے ہیں۔۔؟"

"پ پ پولیس۔۔ ریکھا سکواڈ والوں نے انہیں اطلاع دی ہو گی۔"

"اوہ۔۔ تو ہمیں کیا ڈر ہے۔"

"کچھ بھی نہیں۔"

لیکن عمران کے چہرے پر خوفزدگی کے آثار نظر آنے لگے تھے۔ سونیا نے اس کی طرف دیکھا اور متفکر نظر آنے لگی۔

"اب بس کھا چکا۔" عمران نے کھانے سے ہاتھ کھینچتے ہوئے کہا۔ ٹونی نے سونیا کو وہاں سے چلے جانے کا اشارہ کیا تھا۔ وہ برتن اٹھا کر چلی گئی اور ٹونی عمران کا شانہ تھپک کر بولا۔ "ڈرو نہیں کسی کو کیا معلوم کہ وہاں کیا ہو چکا ہے۔"

"لیکن بہرف گاڑی میں بیٹھے ہوئے لوگوں نے بعد کے فائر ضرور سنے ہوں گے؟" عمران نے بھرّائی ہوئی آواز میں کہا۔

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ گاڑی ائیر کنڈیشنڈ اور ساؤنڈ پروف ہے کسی نے بھی نہیں بتایا کہ اس نے فائروں کی آوازیں سُنی تھیں۔"

"تب تو ٹھیک ہے۔" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"اور ہاں پاپا نے اپنے بیان میں تھوڑی سی تبدیلی کی ہے۔ دو بھیڑیوں نے اُن کا تعاقب کیا تھا اور وہ ایک گڑھے میں جا گرے تھے اور انہوں نے فائروں کی آوازیں بھی سنی تھیں۔"

"ٹھیک ہے۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "لیکن وہ امریکن۔"

"اُسے جہنم میں جھونکو۔"

"سوال تو یہ ہے کہ وہ بھی تو ساتھ تھا تمہارے پاپا کے اُس نے بھیڑیوں

والی بات کی تردید کر دی تو۔"

"نہیں۔۔ نہ وہ تائید کرے گا اور نہ تردید۔ کیونکہ وہ تو پہلے ہی لڑکھڑا کر گرا تھا اور بے ہوش ہو گیا تھا۔

"پولیس یہیں آئے گی یا مجھے ڈائننگ ہال تک چلنا پڑے گا۔"

"تم ہی چلو۔ لیکن پریشان ہونے کی بات نہیں۔ وہ کچھ زیادہ پوچھ گچھ نہیں کریں گے۔ بس ضابطے کی کارروائی ہے۔"

ٹونی کا خیال درست نکلا۔ عمران کا بیان کسی جرح کے بغیر لکھا گیا تھا۔ اور اس کے کاغذات دیکھے گئے تھے اور پولیس کے رخصت ہو جانے کے بعد سونیا اُسے کچن میں لائی تھی۔

"اور اب تمہیں گرما گرم کافی کا ایک کپ پلاؤں گی۔ سیاہ پسند کرو گے یا کریم کے ساتھ۔"

"شکریہ۔۔ سیاہ۔۔!"

"ہماری پولیس بہت شائستہ ہے۔" سونیا بولی اور کافی کے لئے پانی رکھنے لگی۔

عمران خاموشی سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد سونیا اس کی طرف دیکھنے لگی تھی۔

"تم کیا کام کرتے ہو۔؟" دفعتاً اُس نے عمران سے سوال کیا۔

"کچھ بھی نہیں۔۔ شہزادے کام نہیں کیا کرتے۔"

"شہزادے!" اُس نے حیرت سے کہا۔

"ہاں میں ایک آوارہ شہزادہ ہوں۔ میرا باپ جو ایک بڑا والئی ریاست ہے مجھے پسند نہیں کرتا۔ اس لئے چھوٹے بھائی کو ولی عہد بنایا ہے۔"

"اور تم تنہا رہ گئے ہو۔"

"مجبوری... میں بادشاہوں کی طرح نہیں رہنا چاہتا۔ ایک عام آدمی کی طرح زندگی کا لطف اٹھانا چاہتا ہوں۔"

"تم عجیب ہو۔"

"پاپا پر پہلا حملہ کب ہوا تھا؟"

"کوئی ایک سال پہلے کی بات ہے۔" سونیا نے جواب دیا اور اُسے غور سے دیکھنے لگی۔

"یہ دوسرا تھا؟"

"ہاں... لیکن میں نے انہیں کبھی پریشان نہیں دیکھا۔"

"کیا خیال ہے تمہارا... ؟ پاپا سچ بولتے ہیں۔"

"میں نہیں سمجھی تم کیا کہنا چاہتے ہو۔"

"مجھے یہ کوئی خاندانی رنجش نہیں معلوم ہوتی۔"

"پھر کیا خیال ہے تمہارا۔"

"وہ تمہارے پاپا سے کچھ معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ پاپا تو اُس سے لاعلم ہیں یا کسی وجہ سے انہیں باخبر نہیں کرنا چاہیئے۔"

"بڑی عجیب بات ہے۔"

"کیا تم مجھے بتاؤ گی کہ پہلے حملے کی نوعیت کیا تھی۔"

"کسی نے ان پر چھرا پھینکا تھا۔"

"آج تم نے اتنی پریشان کیوں تھیں۔ کیا تمہیں علم تھا کہ آج انہیں کوئی حادثہ پیش آسکتا ہے؟"

"میں نہیں جانتی وہ کون تھا جس نے پچھلی رات یہ بات کہی تھی۔"

"کون سی بات ہے؟"

"کسی نے پچھلی رات کہا تھا کہ میرے باپ کے کچھ دشمن ڈی ایمبیز وہیں ٹھہرے ہوتے ہیں۔ پچھلی رات ڈائننگ ہال میں خاصی بھیڑ تھی میں اس کا چہرہ نہیں دیکھ سکی تھی۔"

"تم نے یہ بات اپنے باپ کو ضرور بتائی ہوگی۔"

"بتائی تھی۔ لیکن وہ ہنس کر ٹال گئے۔"

"کیا ٹونی سے بھی اس سلسلے میں کوئی بات ہوئی تھی۔"

"نہیں! وہ میرا مضحکہ اڑا دیتا۔"

"اس کا خیال ہے کہ اس سلسلے میں تمہاری معلومات وسیع ہوں گی۔"

"وہ درست نہیں کہتا۔ میں اتنا ہی جانتی ہوں جتنا ابھی تمہیں بتا چکی ہوں۔"

"وہ کل پانچ عدد تھے۔ ان میں ایک عورت بھی تھی۔"

"عورت؟" سونیا چونک پڑی۔

"ہاں... عورت... وہی تمہارے پاپا سے کچھ معلوم کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔"

"کمال ہے... نہ ٹونی نے بتایا اور نہ پاپا نے۔"

"ٹھہرو — مجھے سوچنے دو۔"

سونیا خاموش ہو کر اس کی طرف دیکھنے لگی۔

"وہ آدمی اس سلسلے میں بہت اہم ہے جس نے پچھلی رات تمہارے پاپا کے دشمنوں کا ذکر کیا تھا۔"

"لیکن میں نہیں جانتی کہ وہ کون تھا۔"

"اگر وہ سب ڈی ایمبیز وہی میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ تو اُن میں سے

تین آدمیوں کی کمی سے بھی واقف ہو جائے گا۔"

"میں نہیں سمجھی تم کیا کہنا چاہتے ہو۔"

"تمہارے باپ کے دشمنوں میں سے تین کا صفایا ہو گیا تھا۔ کیا ٹونی نے تمہیں نہیں بتایا؟"

"ن۔ نہیں۔ !"

"فائرنگ ہوئی تھی اور تین مر گئے تھے۔"

"ل۔۔۔ لیکن ٹونی کسی مار نہیں سکتا۔"

"اور میں کب مار سکتا ہوں۔ ٹھہرو میں تمہیں دکھاتا ہوں۔" اس نے اٹھ کر اپنے تھیلے سے ایک ریوالور نکالا اور سونیا کی طرف بڑھاتا ہوا بولا۔ "یہ دیکھو۔"

سونیا نے اُسے دیکھا تھا اور ہنس پڑی تھی۔

"یہ تو کھلونا ہے۔ بچوں کا۔"

"بس انہیں دھمکانے کے لئے اسی سے فائرنگ کرتا رہا تھا۔ پتہ نہیں کیسے مر گئے۔"

"تب تو۔۔۔ وہ اپنے ہی ساتھیوں کی گولیوں سے ہلاک ہوتے ہوں گے۔"

"لیکن ان تینوں کی کمی۔ اس آدمی کو ضرور چونکا دے گی جس نے پچھلی رات تمہیں اطلاع دی تھی۔"

"ہاں میرا خیال ہے کہ وہ الفاظ مجھے ہی سنانے کے لئے کہے گئے تھے۔"

"کیا وہ آواز تمہارے لئے کسی قدر جانی پہچانی ہوئی سی بھی تھی یاد داشت پر زور دینے کی کوشش کرو۔"

سونیا تھوڑی دیر بعد بولی۔ "شناسائی کا شائبہ تو تھا۔ ہو سکتا ہے کسی نے آواز بدل کر بولنے کی کوشش کی ہو۔ لیکن پوری طرح کامیاب نہ ہوا ہو۔"

"یہ ڈی مورا کون ہے جس نے صبح گولیاں چلنے کی اطلاع دی تھی؟"

"وہ۔۔ وہ ریکیو اسکواڈ کا سارجنٹ ہے۔"

"کیسا آدمی ہے؟"

"اچھا آدمی ہے!"

"تمہارے پاپا سے کیسے تعلقات ہیں؟"

"دوستانہ سمجھ لو۔"

"اب رہ جاتا ہے وہ امریکن جو تمہارے پاپا کو ساتھ لے گیا تھا۔"

"ایک ہفتے سے یہاں مقیم ہے۔ اس سے پہلے کبھی نہیں آیا۔" سونیا نے کہا اور اسے غور سے دیکھتی ہوئی بولی۔ "تم نے ایک ماہر سراغرساں کے سے انداز میں مجھ سے پوچھ گچھ کی ہے۔"

"ارے وہ۔ !" عمران ہنس کر بولا۔ "بہت کثرت سے پڑھے میں نے جاسوسی ناول، ابھی تک کئی مرغی چوروں کو پکڑ چکا ہوں۔ کیا خیال ہے تمہارے پاپا کے قبضے میں کسی خزانے کا نقشہ نہ ہو۔"

"ہو سکتا ہے۔ ہم اٹلی کے ایک شاہی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔"

"اخاہ۔ تو تم بھی شہزادی ہو۔"

"شائد۔ !" وہ ٹھنڈی سانس لے کر بولی۔ "لیکن اب تو ہمیں دوسروں کی خدمت کرنی پڑتی ہے۔"

"کوئی بات نہیں تمہارا شہزادی ہونا ہی کافی ہے۔ ویسے کیا میں تمہارے پاپا سے اس سلسلے میں کوئی بات کر سکتا ہوں۔"

"کیوں نہیں۔ شاید وہ تمہیں ہی کچھ بتا دیں۔"

"ٹونی کہاں ہے؟"

"ڈائننگ ہال میں۔"

کافی پی کر عمران پھر ڈائننگ ہال میں چلا گیا تھا اور سونیا اسی کے متعلق سوچتی رہ گئی تھی۔ صورت سے بیوقوف لگتا تھا لیکن کوئی بات بیوقوفی کی نہیں کی تھی اس کے سارے سوالات اُس نے ایک بار پھر اپنے ذہن میں دُہرائے تھے اور ان کا تجزیہ کرنے لگی تھی اور اب وہ اس امریکن کے بارے میں سوچ رہی تھی جو دوسروں کے منع کرنے کے باوجود بھی ایسے موسم میں "اسکی انگ" کرنا چاہتا تھا۔ اور پاپا یہ معلوم ہونے کے باوجود بھی اس کے ساتھ چلے گئے تھے کہ ڈی ایمپیرو میں ان کے کچھ دشمن بھی مقیم ہیں۔ تو پھر اس امریکن کے بارے میں معلومات حاصل کرنی چاہئیں۔ ہوسکتا ہے وہ اُن کے دشمنوں ہی کا کوئی کارندہ ہو۔ تبھی تو انہیں اس طرف لے گیا تھا۔ اور پھر وہ آدمی جس نے پچھلی رات کو ڈی ایمپیرو میں ان کے قیام کی اطلاع دی تھی۔ آخر وہ کون ہوسکتا ہے۔۔؟ وہ سوچتی رہی اور کیتلی میں پانی ابلتا رہا۔ یہ بھی بھول گئی تھی کہ ڈائننگ ہال میں بھی کچھ گاہکوں کے لئے کافی بھجوانی ہے۔

خیالات کا سلسلہ ٹونی کی آمد پر ٹوٹا تھا۔ اس کے پیچھے ایک ویٹر بھی تھا۔

"تم کیا کرنے لگیں۔۔ وہاں کافی بھجواؤ۔" اس نے کہا۔

"ہاں! میں ذرا ایک الجھن میں پڑ گئی ہوں۔ تم یہیں ٹھہرو۔ کافی بھجوا کر تم سے بات کروں گی۔"

ویٹر ٹرالی پر کافی کا سامان لگانے لگا تھا۔ اُس کے چلے جانے کے بعد سونیا نے عمران کی بات چھیڑ دی۔ شروع سے آخر تک کی گفتگو سے اُسے آگاہ کرتی ہوئی

بولی "میری تو سمجھ میں نہیں آتا یہ آدمی۔"

"تو اس نے تمہیں نقلی ریوالور دکھایا تھا؟" ٹونی نے پوچھا۔

"ہاں۔ کھلونا تھا جس کے اندر پٹاخے بھرے ہوتے تھے۔"

"لیکن اس نے مجھے تو اعشاریہ تین آٹھ کا ریوالور دیا تھا جس کے سارے چیمبر لوڈڈ تھے۔"

"خدا کی پناہ۔"

"تم فکر نہ کرو۔ وہ جو کوئی بھی ہو ہمارا ہمدرد ہے۔"

"ویسے اب تم اس امریکی پر نظر رکھو۔ مجھے تو وہ انہی دشمنوں کا کوئی کارندہ معلوم ہوتا ہے۔"

"میں دیکھوں گا۔"

"لیکن اس بات کا خاص خیال رکھنا کہ اُسے نگرانی کا احساس نہ ہونے پائے۔"

"سنو! میرا خیال ہے کہ وہ پاپا کے پُرانے شناساؤں میں سے ہے لیکن پاپا اس سے اجنبیوں کی طرح ملے تھے۔"

"انداز سے مجھے بھی کچھ ایسا ہی لگتا ہے۔" سونیا چاروں طرف دیکھتی ہوئی بولی۔

"میں تمہیں زیادہ پریشان نہیں کرنا چاہتا۔ ورنہ تمہیں ایک دلچسپ اور حیرت انگیز بات بتاتا۔"

"اچھا تو اب تم مجھ سے بھی باتیں چھپانے لگے ہو۔"

"پچھلی رات کا ہی واقعہ ہے! پاپا اپنی خوابگاہ میں اوندھے لیٹے ہوتے تھے اور یہی امریکن اپنے چھوٹے کیمرے سے ان کی پشت پر مختلف جگہوں کی تصویریں اتار رہا تھا۔"

"بکواس کرتے ہو تم!" سونیا ہنس پڑی۔

"اسی لئے نہیں بتائی تھی۔ یہ بات کہ تم میرا مضحکہ اڑاؤ گی۔" ٹونی بُرا سا منہ بنا کر بولا۔

"اگر یہ سچ ہے تو بڑی عجیب بات ہے۔"

"اب کیا کہو گی اس معاملے کو۔"

"اب تو پاپا کو بتانا ہی پڑے گا۔"

"تم ان کی زبان نہیں کھلوا سکتیں۔ زیادہ بور کرو گی تو کہیں اور چلے جائیں گے۔"

"لیکن میں عمران کو یہ واقعہ ضرور بتاؤں گی۔"

"پتہ نہیں کیا چکر ہے۔"

"کچھ بھی ہو۔ میں پاپا سے ضرور بات کروں گی۔"

"سنو! مجھے وہ آرٹسٹ یاد آ رہا تھا جس نے ایک رات پاپا کی خوابگاہ میں گذاری تھی اور کسی کو بتائے بغیر چلا بھی گیا تھا اور پھر دو تین دن بعد اس کی لاش ملی تھی۔"

"خوب!" سونیا مسکرا کر بولی۔ "وہ آرٹسٹ تھا اور یہ فوٹو گرافر ہے۔ کیا پاپا اُس وقت بیہوش تھے جب وہ اُن کی پشت پر تصویریں کھینچ رہا تھا۔"

"نہیں۔ وہ اُس سے گفتگو کر رہے تھے۔"

"تو پھر کیا خیال ہے تمہارا' اس مسئلے پر اُن سے گفتگو کی جائے یا نہیں۔ عمران بھی اُس امریکن کو خاصی اہمیت دے رہا ہے۔"

"تم یاد کرو کہ وہ کون تھا جس نے پچھلی رات تمہیں اس خطرے سے آگاہ کیا تھا۔"

"بہت زور دے رہی ہوں ذہن پر لیکن بس شناسائی کی ہلکی سی جھلک محسوس ہوتی ہے۔ واضح طور پر نشاندہی نہیں کر سکتی۔"

"خیر تم اس بیوقوف سے ابھی کچھ نہ کہنا۔"

"مجھے تو وہ بے وقوف نہیں لگتا اور ہاں سنو! وہ بھی تمہاری ہی طرح ایک شہزادہ بھی ہے۔"

"بہت خوب!" ٹونی ہنس پڑا۔ "مشرق میں تو سب ہی شہزادے ہیں۔"

"پتہ نہیں کیوں میرا دل چاہتا ہے کہ اسے سب کچھ بتا دوں۔" سونیا بولی۔

"یعنی ان بوڑھوں کی اس احمقانہ حرکت کا تذکرہ کرنا چاہتی ہو۔"

"میں اس کو اس آرٹسٹ کے بارے میں بھی بتاؤں گی۔"

"تم جانو! مجھ سے زیادہ عقلمند ہو۔ اپنے دعوے کے مطابق۔"

"وہ میری عقلمندی تھی جس نے تم دونوں کو پاپا تک پہنچایا تھا۔"

ٹونی چلا گیا تھا اور وہ عمران سے دوبارہ مل بیٹھنے کا موقع تلاش کرتی رہی تھی۔ ادھر وہ ڈائننگ ہال ہی میں جم کر رہ گیا تھا۔ اس میز پر جہاں امریکن بیٹھا ہوا تھا۔ برج ہو رہا تھا۔ خود امریکن بھی کھیل رہا تھا۔ عمران کرسی کھینچ کر اس کے قریب ہی بیٹھ گیا تھا۔

سونیا جھنجھلاتی رہی۔ سوچ رہی تھی کہ کہیں وہ خود ہی غیر محتاط نہ ہو جائے صورت سے بیوقوف لگتا ہے تو کسی قدر بیوقوف ہو بھی سکتا ہے۔ ایک بار دونوں کی نظریں ملی تھیں اور سونیا نے اُسے وہاں سے اُٹھ آنے کا اشارہ کیا تھا۔

اُس نے بڑی سعادتمندی سے تعمیل کی تھی۔ وہ اُسے پھر کچن میں لے آئی۔

"تمہارے پاپا نہیں دکھائی دیتے۔"

"وہ اپنے کمرے میں آرام کر رہے ہیں۔ انہیں آرام کی ضرورت ہے۔"

"نہ ہو تب بھی انہیں آرام کی ضرورت پیدا کرنی چاہیئے۔"

"کیوں؟" وہ چونک کر اسے گھورنے لگی۔

"بس یونہی۔ میرا خیال ہے کہ اب انہیں واقعی آرام کرنا چاہیئے۔ ورنہ سچ مچ مارے جائیں گے۔ ان کے تین آدمی ضائع ہوتے ہیں۔ معمولی بات نہیں۔"

"یہ تو تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔" سونیا خوفزدہ سے لہجے میں بولی۔

"ارے کچھ نہیں۔ ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔ سب کچھ دیکھ لیا جائے گا۔ ہاں تم مجھے یہاں کیوں لائی ہو؟"

"کچھ اہم باتیں بتانا چاہتی ہوں۔"

"ضرور۔ ضرور۔!" عمران ہمہ تن گوش ہو گیا۔

" سب سے پہلے سونیا نے اُسے آرٹسٹ والا واقعہ سنایا۔ پھر ٹونی والی کہانی دہرانے لگی تھی۔ عمران توجہ اور دلچسپی سے سن رہا تھا۔ سونیا کے خاموش ہونے پر بولا۔" مزہ آجائے گا۔ بڑی زوردار جاسوسی ہو گی۔ ٹونی کہاں ہے۔ چلو اُس کے پاس چلیں۔ اس سلسلے میں کچھ اور بھی پوچھنا ہے۔"

"چلو۔ وہ اپنے کمرے میں ہو گا۔"

ٹونی نے انہیں دیکھ کر بُرا سا منہ بنایا تھا۔ شاید وہ سو جانا چاہتا تھا۔

"تم نے بات کا بتنگڑ بنا دیا سونیا۔" اس نے کہا۔

"اگر تم اس کا تذکرہ سونیا سے کرتے تو تمہیں پچھتانا پڑتا۔"

"یہ شرلاک ہومز خواہ مخواہ سر چڑھا ہے۔"

"فضول باتیں نہ کرو ٹونی۔ اپنے محسن کا مضحکہ اڑا رہے ہو! سونیا بولی۔

"مضحکہ کب اڑا رہا ہوں۔ میں نے تو تعریف کی تھی۔"

"ذہن پر زور دو اور مجھے تفصیل بتاؤ کہ وہ کس طرح تصویریں لے رہا تھا۔"

"تم اندر آ کر بیٹھ تو جاؤ۔"

"شکریہ۔ شکریہ!" عمران کمرے میں داخل ہوتا ہوا بولا۔" سونیا اس کے پیچھے تھی۔

"اُوہو۔ شاید یہ بتانا تو بھول ہی گیا تھا کہ وہ تصویر کس طرح لے رہا تھا۔ ایک شیشی میں کسی قسم کا سیال تھا۔ جس جگہ کی تصویر لینی ہوتی تھی۔ اس جگہ تھوڑا [illegible] گرا کر ہلکی سی مالش کرتا تھا۔ پھر تصویر لیتا تھا۔"

"اہم نکتہ ہے۔" عمران سونیا کی طرف دیکھ کر بولا۔ وہ احمقوں کی طرف منہ کھولے بیٹھی تھی۔

"پتہ نہیں کیا چکر ہے۔ میں تو شدت سے بور ہو رہا ہوں۔" ٹونی نے کہا۔

"ہوں۔ اب اس آرٹسٹ کی بات کرو۔"

"کیا بات کروں؟"

"کتنا عرصہ گذرا اُسے۔"

"میرا خیال ہے کہ ایک سال پہلے کی بات ہے۔"

"اچھا اب تم ڈائننگ ہال میں آجاؤ اور ہم جب تک نیچے نہ آجائیں اس امریکن کو وہیں الجھائے رکھو۔"

"لگ۔ ۔ ۔ کیوں؟"

"اس کے سامان کی تلاشی لینا چاہتا ہوں۔"

"نن۔ ۔ ۔ ناممکن ہے۔"

"کیوں ناممکن کیوں ہے۔" سونیا بھنّا کر بولی۔

"غیر اخلاقی حرکت۔ ۔ ۔ وہ ہمارا گاہک ہے۔"

"فضول باتیں نہ کرو ٹونی۔ جو کچھ کہا جا رہا ہے کرو۔"

"آخر کیا تلاش کرو گے اس کے سامان میں؟"

"ٹونی جاؤ۔۔ بحث نہ کرو۔"

اس نے لباس تبدیل کیا تھا اور نیچے چلا گیا تھا۔

"لیکن تم کمرہ کھولو گے کیسے۔ کنجی تو اس کے پاس ہو گی۔" سونیا نے کہا۔

"تم اس کی فکر نہ کرو۔" عمران بولا۔

امریکن کے کمرے کے سامنے پہنچ کر اس نے سونیا سے کہا تھا۔ "تم راہداری کے سرے پر واپس جاؤ۔ اور دیکھتی رہو۔ ہو سکتا ہے ٹونی اُسے وہیں روک رکھنے پر کامیاب نہ ہو سکے۔"

"اچھا۔۔۔ اچھا۔۔۔ لیکن اگر وہ ادھر آتا ہوا نظر آئے تو۔۔؟"

"فرش پر دو بار پاؤں مارنا۔ پھر اسے وہیں روک کر باتوں میں لگائے ہوئے کسی طرف نکال لے جانا۔ ٹونی کے مقابلے میں تم زیادہ باصلاحیت معلوم ہوتی ہو۔"

"میں بھی جاسوسی ناول کثرت سے پڑھتی ہوں۔"

"پھر تو ٹھیک ہے۔ بہت زیادہ ذہین ہو گی۔"

سونیا راہداری کے سرے پر آ ٹھہری تھی۔ اُس نے مڑ کر عمران کی طرف دیکھا تھا۔ وہ دروازے کے ہینڈل پر جھکا ہوا کچھ کر رہا تھا۔ پھر دروازہ کھول کر اندر چلا گیا۔ سونیا لمبی سی سانس لے کر رہ گئی۔ آخر کس طرح کھولا اُس نے قفل۔ ان کمروں کے قفل ایسے تھے جن میں دوسری چابیاں لگ ہی نہیں سکتی تھیں۔ پھر یہ کیونکر ممکن ہوا۔

اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔ کہیں امریکن آ ہی نہ جائے۔ قصے کہانیوں کی اور بات ہے۔ عملی طور پر کچھ کرنا پڑے تو حواس رخصت

ہو جاتے ہیں۔ آخر وہ اُسے کس طرح باتوں میں لگا کر کسی اور طرف لے جا سکے گی کیا کہے گی۔ اس سے وقت پر کچھ نہ سوجھی تو کیا ہو گا۔ چوری کا الزام آئے گا سب پر۔

عمران کتنی خود اعتمادی کے ساتھ یہ حرکت کر بیٹھا تھا۔ تو کیا وہ بھی کوئی عادی مجرم ہی ہے۔۔ خدا سمجھے پاپا سے۔۔ خود کو پُراسرار ظاہر کرنے کے شوق میں ہمیشہ پریشانیاں مول لیتے رہے ہیں۔

تین منٹ گذر گئے۔ لیکن نہ تو عمران ہی کمرے سے برآمد ہوا اور نہ دوسری طرف سے کوئی آیا۔ دل کی دھڑکن بتدریج تیز تر ہوتی جا رہی تھی۔ ٹھیک چوتھے منٹ پر عمران دروازہ کھول کر باہر آیا تھا اور پھر دروازے کے ہینڈل کے ساتھ کوئی کارروائی کرنے لگا تھا۔

سونیا نے اطمینان کا سانس لیا۔۔ عمران اس کے قریب پہنچ کر بولا تھا۔

"اتنی محنت یونہی ضائع ہوئی۔"

"کیوں۔ کیا ہوا۔۔؟"

"کوئی خاص بات نہیں معلوم ہو سکی۔"

"خاص بات اُس نے اپنے پاس ہی رکھی ہو گی۔" سونیا ہنس کر بولی۔ "اس قسم کے لوگ لاپرواہ نہیں ہوتے۔"

"چلو کچن کی طرف چلو۔۔ کچھ نہ کچھ تو ہاتھ لگا ہی ہے۔ لیکن ابھی اس کے بارے میں وثوق سے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔"

"میں نہیں سمجھی۔۔"

"پھر ایک کپ کافی پلاؤ تاکہ عقل ٹھکانے پر آئے۔"

"کیوں نہیں۔ ضرور پیو۔ بڑی محنت کر رہے ہو ہمارے لئے۔ کیا میں

تمہیں بہت اچھی لگی ہوں۔"

"تمہارے پاپا بہت خوبصورت ہیں۔" عمران نے شرمیلے لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب۔" وہ چلتے چلتے رُک گئی۔

"مجھے بہت اچھے لگے ہیں۔" لہجے کا شرمیلا پن برقرار رہا۔

وہ جھنجھلا کر مڑی اور تیز تیز چلتی ہوئی کچن میں داخل ہو گئی۔ عمران ڈائننگ ہال کی طرف چلا گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ٹونی کے ساتھ واپس آیا۔ ٹونی اس سے کہہ رہا تھا۔

"بالکل فکر نہ کرو۔ سارا کام تمہاری نگرانی میں ہوگا اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوگی۔"

"کیا بات ہے۔" سونیا چونک کر انہیں گھورنے لگی۔

"یہ اس کمرے سے ریل نکال لائے ہیں۔" ٹونی آہستہ سے بولا۔

"تب تو اسے پتہ چل جائے گا۔" سونیا نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"اس کی جگہ دوسری ریل چڑھا آئے ہیں۔"

سونیا کچھ نہ بولی۔ وہ دونوں آہستہ آہستہ گفتگو کرتے رہے تھے۔ سونیا اُسی طرف کان لگائے رہی تھی لیکن کچھ بھی پلے نہ پڑی۔ آخر جھنجھلا کر بولی۔

"میرے علم میں لائے بغیر اگر تم نے کوئی قدم اٹھایا تو پچھتاؤ گے۔"

"ہاں۔ ہاں۔ تم تو بڑی عقلمند ہو۔" ٹونی چڑھانے کے سے انداز میں ہنسا تھا۔

"نہیں وہ ٹھیک کہہ رہی ہے۔ بہت سمجھدار لڑکی ہے۔" عمران بولا۔

"خواہ مخواہ غلط فہمی میں مبتلا ہے۔ تم اس کا دماغ اور زیادہ خراب نہ کرو۔"

ٹونی نے کہا۔

"اچھا تم دونوں نکل جاؤ کچن سے۔"

"ارے تو میں نے کیا کیا ہے۔" عمران منہ بسور کر بولا تھا۔

"سارے مرد گدھے ہوتے ہیں۔"

"اتنی عقلمندی کی بات میں نے پہلے کبھی نہیں سنی۔" عمران خوش ہو کر بولا۔

"جاؤ۔ نکلو یہاں سے۔ ورنہ مجھے بھی بتاؤ۔"

"میں کہہ چکا ہوں کہ تمہارے مشورے کے بغیر کوئی کام نہ ہوگا۔"

"تم نے ایسی کوئی بات کیوں کہی۔" ٹونی بول پڑا۔

"بس اب اس مسئلے پر زیادہ بحث نہ کرو۔ ورنہ کافی بھی نہیں ملے گی۔ ہاں تو سینیوریتا سونیا ذرا ہم ایک معاملے پر آپس میں بات چیت کرنے کے بعد تمہارے سامنے پیش کریں گے۔"

وہ کچھ نہ بولی۔ کافی کا کپ اس کی طرف بڑھا دیا تھا۔ اس کے بعد ٹونی کے لئے بھی کافی انڈیلی تھی۔ ٹھیک اسی وقت ٹونی کا باپ کچن میں داخل ہوا تھا۔

"اوہ۔۔۔ تم لوگ یہاں ہو۔ ٹونی ذرا تم میرے ساتھ آؤ۔" اس نے ٹونی کی طرف دیکھے بغیر کہا تھا۔

ٹونی اس کے پیچھے چلا گیا تھا۔ عمران آگے بڑھ کر آہستہ سے بولا۔ "تم تو خواہ مخواہ ناراض ہو جاتی ہو۔ ہم دونوں سوچ رہے تھے کہ اس فلم کو ڈیولپ کر کے پرنٹ نکالیں اور انلارجمنٹ کریں۔ ٹونی نے بتایا کہ اس کے پاس سارا سامان موجود ہے اور اس نے ایک ڈارک روم بھی بنا رکھا ہے۔"

"ہاں یہ بات تو ہے۔ وہ اس کام کا ماہر ہے۔ اس شوق پہ وقت بھی ضائع کرتا رہا ہے اور پیسہ بھی۔"

تھوڑی دیر بعد ٹونی واپس آگیا۔ اس کے چہرے پر سراسیمگی کے آثار تھے۔

”خیریت؟“ سونیا اُسے گھورتی ہوئی بولی۔

”دشواری۔ پاپا میرے ڈارک روم کی کنجی مانگ رہے ہیں۔ امریکن اپنی کوئی فلم ڈیولپ کرنا چاہتا“

”تب تو چوری پکڑی جائے گی“۔ سونیا بوکھلا کر بولی۔

”بالکل فکر نہ کرو۔ میں نے اسی کا ایک ان ڈیولپیڈ رول ایکسپوز کر کے کیمرے میں ڈالا ہے۔ اُس کے فرشتوں کو بھی چوری کا علم نہ ہو سکے گا۔ وہ یہی سمجھے گا کہ اسی کی کسی فروگذاشت کی بنا پر رول تباہ ہوگیا۔“ سونیا نے چٹاخ سے عمران کا بوسہ لیا تھا۔ اور بولی تھی ”کاش تمہاری شکل احمقوں کی سی نہ ہوتی۔“

ٹونی ہنس پڑا تھا۔

”اب میں بالکل مطمئن ہوں۔ کنجی پاپا کو دیئے آتا ہوں۔“ اس نے کہا۔

اس کے چلے جانے کے بعد سونیا عمران کو میٹھی نظروں سے دیکھتی رہی تھی اور وہ بغلیں جھانکتا رہا تھا۔

”میں واقعی اوّل درجے کا احمق ہوں۔“ وہ ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

”کیوں؟“

”خواہ مخواہ اپنی تفریح برباد کر بیٹھا ہوں۔“

”ارے تم کیسے جاسوس ہو۔ ایک شرلاک ہومز تھا کہ روزانہ صبح اٹھ کر اپنے پڑوسیوں سے پوچھتا پھرتا تھا بھائی کسی کو جاسوسی تو نہیں کروانی؟“

”اچھا تو کیا مجھ سے جاسوسی سرزد ہوگئی ہے؟“

”یقیناً ابھی تک تم ایک بے حد کامیاب جاسوس ثابت ہوتے ہو۔“

”اگاتھا کرسٹی اور گارڈنر کی ساری کتابیں پڑھ ڈالی ہیں میں نے۔“

”تمہارا ذہنی پھُرتیلا پن تو یہی بتاتا ہے۔“

”لیکن یقین کرو کہ وہ تینوں میرے ہاتھوں نہیں مرے تھے۔“

”مجھے یقین ہے۔ بوکھلاہٹ میں اپنے ہی آدمیوں کا نشانہ بنے ہوں گے۔“

”شکریہ! تم بہت اچھی ہو۔ ویسے نہ تو تمہارے پاپا کو میرے بیان پر یقین اور نہ ٹونی کو۔“

”انہیں نہ ہوگا۔ میں تو تمہیں سچا سمجھتی ہوں۔“

”شکریہ!“ وہ مسمسی صورت بنا کر بولا۔

تھوڑی دیر بعد ٹونی واپس آگیا تھا لیکن وہ مطمئن نہیں معلوم ہوتا تھا۔

”چوری پکڑی گئی تو کیا ہوگا؟“ کچھ دیر بعد وہ کانپتی ہوئی آواز میں بولا۔

”تم نے تو نہیں کی چوری۔ تم تو وہاں موجود بھی نہیں تھے۔“ سونیا نے سمجھا کر کہا۔

”سمجھنے کی کوشش کرو۔ پاپا اس امریکن سے بھی خائف معلوم ہوتے ہیں۔“

”کاش میں ہوتا تمہارا پاپا۔“ عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

”یہ کیا بکواس ہے؟“

”ہاں پاپا بکواس ہی ہوتا ہے۔ میرا ہو یا تمہارا۔ ہمیشہ ماضی میں زندہ رہنا چاہتا ہے۔“

”اچھا اب ختم کرو یہ گفتگو۔“ سونیا بول پڑی۔ ”جو کچھ ہوگا دیکھا جائے گا۔ قبل از مرگ واویلا کیوں؟“

”میں تو بعد مرگ واویلا کا بھی قائل نہیں ہوں۔ بھئی پیدا ہوتے ہیں تو مریں گے ضرور۔“ عمران نے کہا۔ ”بات تو تب ہے کہ پیدا ہونے ہی

سے انکار کر دیا جائے۔"

"یہ کس قسم کی بکواس شروع کر دی ہے تم نے۔" سونیا عمران کو گھورتی ہوئی بولی۔

"ٹونی سے کہو کہ اب جا کر سو جائے۔" عمران نے اس کے سوال کو نظر انداز کر کے کہا۔

"ہاں میں یہی کروں گا۔ کسی قسم کی بھی الجھن میں پڑنا نہیں چاہتا۔"

وہ چلا گیا تھا اور سونیا ہنسنے لگی تھی۔

"اب اجازت دو تو میں بھی تھوڑی دیر آرام کر لوں۔" عمران بولا۔

"اجازت ہے۔" اس نے شاہانہ انداز میں کہا تھا۔

●

اسی رات کو سونیا بے خبر سو رہی تھی۔ لیکن کسی نے اتنے زور سے دروازہ کھٹکھٹایا تھا کہ اس کی آنکھ کھل گئی تھی۔ آنکھیں ملتی ہوئی اٹھی اور دروازہ کھول دیا۔ لیکن پھر اُسے پوری طرح بیدار ہو جانا پڑا تھا۔ نہ وہ ٹونی تھا اور نہ اس کا باپ ہوٹل سے تعلق رکھنے والا بھی کوئی فرد نہیں تھا۔

"چلو۔" اجنبی نے ریوالور کو جنبش دے کر کہا۔

"تت . . . تم . . . کون ہو۔"

"شب خوابی کا لبادہ پہنو اور چلو میرے ساتھ۔" اجنبی نے سخت لہجے میں کہا۔

"گگ . . . کہاں چلنا ہے۔"

"ڈرائنگ ہال میں۔"

"تم کون ہو۔"

"وہیں معلوم ہو جائے گا۔ جلد کرو۔ ورنہ مجھے سختی کرنی پڑے گی۔"

سونیا نے چپ چاپ لبادہ پہنا تھا اور اس کے ساتھ چل پڑی تھی اور پھر ڈرائنگ ہال میں پہنچ کر اُسے معلوم ہوا تھا کہ اُن کا امریکی گاہک بھی دوست نہیں تھا۔ اُس کے ساتھ تین اور بھی دکھائی دیتے تھے اور جو تھا اُسے ڈرائنگ ہال میں لایا تھا۔ عمران ٹونی اور اس کا باپ بھی موجود تھے۔

اس کا باپ امریکی سے کہہ رہا تھا۔ "دیکھو یہ زیادتی ہے مسٹر رگبی سراسر زیادتی ہے۔"

"تم لوگوں نے خود ہی ایسے حالات پیدا کئے ہیں۔ لڑکی! تم بتاؤ کہ میرے کیمرے سے کس نے ریل نکالی۔"

"کیسا کیمرہ —— اور —— کیسی ریل —— ؟ میں نہیں جانتی۔" سونیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ریل اسی وقت نکالی گئی تھی۔ جب تم مجھے ڈرائنگ ہال میں لطیفے سنا رہے تھے۔" اس نے ٹونی سے کہا۔ —

"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے مسٹر رگبی۔"

"یہ صورت ہی سے چور معلوم ہوتا ہے۔" رگبی نے عمران کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"صرف لڑکیوں کے دل چُراتا ہوں مسٹر رگبی۔"

"بکواس بند کرو . . . ریل میرے حوالے کرو۔ ورنہ یہاں تم سبھوں کی لاشیں پڑی ہوں گی۔"

"دیکھو مسٹر رگبی۔ تم دوبارہ تصویریں لے سکتے ہو۔" ٹونی کا باپ بولا "مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔"

"اب وہاں کچھ بھی نہ ہوگا۔" رگبی غرایا۔ "ایک بار لوشن لگنے کے بعد سب کچھ ضائع ہو جاتا ہے۔"

"تمہیں فلم ڈیولپ کرنے کا سلیقہ نہیں ہے۔" ٹونی کے باپ نے کہا۔ اور الزام ہمیں دے رہے ہو۔ تمہارے پاس کیا ثبوت ہے۔ یہ وہی ریل نہیں تھی۔"

"سنو! وہ پہلے کی لی ہوئی ریل تھی۔ میں نے اس پر نمبر اور تاریخ درج کی تھی۔"

کوئی کچھ نہ بولا۔ ٹونی کے باپ نے بھی سر جھکا لیا۔

امریکی اور اس کے چاروں سفید فام ساتھی انہیں خونخوار نظروں سے گھورے جا رہے تھے۔ ایک کے ہاتھ میں ریوالور بھی تھا۔ رگبی آہستہ آہستہ چلتا ہوا عمران کے قریب آ کھڑا ہوا۔ عمران ہونقوں کی طرح اُسے دیکھے جا رہا تھا۔

"تم... تم تو بہت دلیر ہو۔ ٹونی کے ساتھ نکل کھڑے ہوتے تھے۔ جب کہ دوسروں نے انکار کر دیا تھا۔" اُس نے اُسے گھورتے ہوئے کہا۔

"تھی نا بیوقوفی کی حرکت۔" عمران خوش ہو کر بولا۔

"لیکن تم مجھے فریب نہیں دے سکو گے۔ لاؤ نکالو وہ ریل۔"

"خراب ہو گئی ہے تو دوسری منگوا دوں گا۔ اس کے لئے آخر اتنا ہنگامہ کیوں۔" عمران نے کہا۔

رگبی نے شاید اس کے منہ پر گھونسہ مارنے ہی کے لئے ہاتھ اٹھایا

لیکن خود اچھل کر اپنے ایک ساتھی پر جا پڑا۔

"خبردار۔" ریوالور والے نے دھمکی دی۔

"بس رکھ لو اسے جیب میں ورنہ تمہیں بھی پچھتانا پڑے گا۔"

رگبی دوبارہ عمران پر جھپٹنے ہی والا تھا کہ اس کا ایک ساتھی بولا۔

"اس سے کوئی فائدہ نہ ہوگا جس پر شبہ ہو اُسے یہاں سے لے چلو۔"

"مجھے تو اسی پر شبہ ہے۔" رگبی عمران کی طرف ہاتھ اٹھا کر دہاڑا۔

"چلو۔!" ریوالور والے نے دروازے کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"تم خود آ کر لے چلو۔" عمران بولا۔

"سچ مچ گولی مار دوں گا۔" وہ غراتا ہوا آگے بڑھا۔

"ضرور۔ ضرور۔ میں بھی اب زندہ رہنے کے موڈ میں نہیں ہوں۔ میری بکری پہلے ہی مر چکی ہے۔ اسی کا سوگ منانے کے لئے تو یہاں آیا تھا۔"

جیسے ہی ریوالور والا قریب پہنچا۔ عمران نے اس کے ریوالور والے ہاتھ پر ہاتھ ڈال دیا۔ بے آواز فائر ہوا اور ایک تصویری فریم کا شیشہ چور چور ہو کر فرش پر آ رہا۔ پھر ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل کر ٹونی کے قریب جا گرا تھا جسے سونیا نے جھپٹ کر اٹھا لیا۔ ٹونی اور اس کا باپ تو سکتے کی سی حالت میں کھڑے ہوئے تھے۔

رگبی سونیا کی طرف جھپٹا۔ لیکن ٹونی نے ان کا راستہ روک لیا۔ پھر اچھی خاصی جنگ شروع ہو گئی تھی۔ رگبی کے چاروں ساتھی عمران پر ٹوٹ پڑے تھے اور ٹونی سے رگبی الجھ پڑا تھا۔ البتہ اس کا باپ دیوار سے جا لگا تھا۔ سونیا کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اُسے کیا کرنا چاہیئے۔ ایسے حالات میں فائر کرنا انتہائی خطرناک ثابت ہوتا۔ دفعتہً کسی نے اس کے ریوالور والے

ہاتھ پر آہستہ سے ہاتھ رکھ دیا اور وہ اچھل پڑی۔ یہ اس کا باپ تھا۔ اس نے اس سے ریوالور لے کر جیب میں ڈال لیا۔

"تمہارا اجنبی دوست خطرناک ثابت ہو رہا ہے۔ سونیا۔" اس نے کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا۔ اتنی دیر میں عمران رنگی کے دو آدمیوں کو بیکار کر چکا تھا۔ وہ ایسے گرے تھے کہ پھر نہ اٹھ سکے۔

رنگی ٹونی کو چھوڑ کر بقیہ دو آدمیوں کی مدد کو پہنچ گیا۔ ٹونی بھی ہانپتا ہوا دیوار سے جا لگا۔ اس کی ناک سے خون بہہ رہا تھا۔ سونیا لپک کر اس کے قریب پہنچی اور رومال سے خون صاف کرنے لگی۔

"میں پھر کہتا ہوں کہ آدمیوں کی طرح بات کرو۔" دفعتاً اس نے عمران کی آواز سنی۔

"ارے تم ایک آدمی کو قابو میں نہیں کر سکتے۔" رنگی نے اپنے ساتھیوں کو غیرت دلائی اور وہ دونوں جان کی بازیاں لگا کر عمران پر ٹوٹ پڑے۔ عمران نے ایک کو تو فوری طور پر جھٹک دیا تھا اور دوسرے کو پشت پر لاد کر اچھالا ہے تو اس کا سر دیوار سے ٹکرایا تھا۔ اور وہ کسی مردہ چھپکلی کی طرح فرش پر لمبا لمبا لیٹ گیا تھا۔

پھر سونیا نے رنگی کے ہاتھ میں بڑے پھل والا چاقو دیکھا تھا۔ ایک طرف سے اس کے ایک ساتھی نے عمران پر حملہ کیا تھا اور دوسری طرف سے رنگی نے چاقو کا وار کرنا چاہا تھا۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں سونیا نے جھپٹ کر اس کا چاقو والا ہاتھ دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا۔ پھر ٹونی کو بھی غیرت آ گئی تھی اور وہ رنگی سے چمٹ گیا تھا۔ اتنی دیر میں اس کے چوتھے ساتھی کا بھی وہی حشر ہوا جو بقیہ تینوں کا ہو چکا تھا۔ اب صرف رنگی ہی اپنے پیروں

پر کھڑا نظر آ رہا تھا۔ لیکن وہ ان دونوں کے بس کا تو نہیں تھا۔ عمران چند لمحے انہیں حیرت سے دیکھتا رہا۔ پھر آگے بڑھ کر بولا: "تم دونوں ہٹ جاؤ۔ اس کی تو گردن کی ہڈی توڑ دوں گا۔"

"نہیں اس کو زندہ رہنے دو۔" ٹونی کا باپ جلدی سے بول پڑا۔

"ارے واہ جناب! آپ تو اس طرح کہہ رہے ہیں جیسے میں نے ان چاروں کو مار ڈالا ہے۔ اب اس طرح تو بدنام نہ کیجیے۔" عمران نے کہا اور غلبند لگا کر چاقو رنگی کے ہاتھ سے نکال دیا۔ رنگی احمقوں کی طرح کھڑا انہیں گھورے جا رہا تھا۔

"بتاؤ! تم لوگوں نے یہ کیسا ہنگامہ برپا کر رکھا ہے؟" سونیا آگے بڑھ کر چیخی۔

"میں تمہارے باپ کا دشمن تو نہیں ہوں۔" رنگی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"البتہ تم لوگ ضرور اس سے دشمنی کر رہے ہو۔"

"ہم دشمنی کر رہے ہیں۔" ٹونی نے حیرت سے کہا۔ "شاید ہم ہی نے انہیں گھیر کر گولیاں چلائی تھیں۔"

"تم خاموش رہو ٹونی۔ تم لوگ کچھ نہیں جانتے۔" اس کا باپ بولا۔

"مجھے بولنے کی اجازت ہے۔" سونیا نے تلخ لہجے میں کہا۔ "لیکن شاید میں بھی یہی سوال دہراؤں گی۔"

"اچھا تو سنو بدعقلو، اگر وہ ریل نہ ملی تو آدھا یورپ تباہ ہو سکتا ہے۔" رنگی نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"بقیہ آدھے کو میں تباہ کر دوں گا۔ تم لوگ پرواہ نہ کرو۔" عمران بولا۔

"اچھا تو ریل تمہارے پاس ہے۔"

"میں نے یہ تو نہیں کہا۔"

"مسٹر رگبی کا بیان وزن رکھتا ہے۔" ٹونی کا باپ بولا۔

"یعنی آدھا یورپ تباہ ہو جائے گا۔" عمران نے احمقانہ انداز میں سوال کیا۔

"یقیناً ایسا ہی ہو گا۔"

"اچھا تو پورے یورپ کی تباہی میں کتنی ریلوں کی ضرورت پیش آئے گی۔"

"میں نے غلط نہیں کہا تھا۔" رگبی غرایا۔ "یہ انہی لوگوں میں سے معلوم ہوتا ہے۔"

"کن لوگوں میں سے؟"

"جنہوں نے اس شریف آدمی کو گھیر کر فائرنگ کی تھی۔" اس نے ٹونی کے باپ کی طرف اشارہ کیا۔

"تم اپنے آدمیوں کی خبر کیوں نہیں لیتے۔" سونیا اس کے بیہوش ساتھیوں کی طرف دیکھ کر بولی۔

"اگر وہ زندہ ہیں تو خود ہی اٹھ بیٹھیں گے۔" رگبی نے لاپرواتی سے کہا۔

"خود ہی نہیں اٹھ بیٹھیں گے بلکہ اسٹریچر پر اٹھائے جائیں گے۔" عمران نے سنجیدگی سے کہا۔ "بہتر ہے کہ فون کر کے طبی امداد طلب کر لو۔"

"اس صورت میں تم جیل میں ہو گے۔" رگبی غرایا۔ "لیکن اگر تم ریل میرے حوالے کر دو تو میں کوئی کارروائی نہیں کروں گا۔"

"دیکھو دوست! خصوصیت سے میں تمہاری کسی ریل کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔ ایک مسافر ہوں۔ یہ دونوں پریشان تھے۔ میں نے سوچا ان کا ساتھ دینا چاہئے۔ بھلا ان کے نجی معاملات سے مجھے کیا سروکار ہو سکتا ہے۔"

"یہی تو میں بھی کہہ رہا تھا تم سے۔" ٹونی کے باپ نے رگبی سے کہا۔

"تو پھر یہ چوتھا کون ہو سکتا ہے۔ میں نے کسی کو بھی یہاں نہیں دیکھا۔"

"تم اس نامعلوم آدمی کو کیوں نظرانداز کر رہے ہو جس نے پچھلی رات سونیا کو ایک اطلاع دی تھی۔ ہو سکتا ہے وہ یہاں مقیم دوسرے مسافروں میں سے کوئی ہو اور کیا میں نے تمہیں یہ نہیں بتایا کہ مجھے گھیرنے والوں نے تمہارے ہی متعلق مجھ سے پوچھ گچھ کی تھی۔"

"اس شخص کے بارے میں میرا اندازہ غلط نہیں ہو سکتا۔" رگبی نے عمران کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"تم بکواس کر رہے ہو مسٹر رگبی۔" سونیا بھڑک گئی۔

"گرشیو! اپنے بچوں کو تہذیب سکھاؤ۔" رگبی بولا۔ ٹھیک اسی وقت عمران کا داہنا ہاتھ اٹھ کر اس کے بائیں شانے پر پڑا تھا اور وہ بائیں جانب جھکتا چلا گیا تھا۔ پھر وہ بھی اپنے چاروں ساتھیوں ہی کی طرح بے حس و حرکت ہو گیا تھا۔

"شاباش!" سونیا پرمسرت لہجے میں بولی۔ "یہی مناسب تھا۔"

"شکریہ!" عمران نے کہا۔

"ارے یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ آخر!" گرشیو بوکھلا کر بولا۔ لیکن کسی نے بھی اس کی طرف توجہ نہ دی۔

"اب ان پانچوں کے لئے کوئی معقول انتظام ہو جانا چاہئے۔" عمران نے ٹونی کی طرف دیکھ کر کہا۔

"برف میں دفن کر دیں۔" ٹونی نے کہا۔

"بھائی یہ ابھی زندہ ہیں اور شاید عرصہ تک زندہ رہیں۔ آخر تم کیوں مجھے پھانسی دلوانے کے خواہشمند ہو۔"

"کیا انتظام کیا جائے؟"

"کسی خالی کمرے میں ڈال کر قفل لگا دو۔ اتنی دیر میں پاپا گورشیو سے دو دو باتیں ہو جائیں۔"

"میں کچھ نہیں جانتا۔" گورشیو کانوں پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

"پاپا—!" سونیا نے آنکھیں نکالیں۔

"ابھی نہیں! پہلے ان کا انتظام ہونا چاہئے۔" عمران بول پڑا۔

ان تینوں نے مل کر بیہوش آدمیوں کو ایک خالی کمرے میں پہنچایا تھا اور پھر کمرے کو مقفل کر دیا گیا تھا۔ اس کے بعد کافی کا دور چلا تھا۔ گورشیو بالکل خاموش تھا لیکن اس کی آنکھوں سے خوفزدگی کا اظہار ہو رہا تھا۔ سونیا اسے گھورتی رہی تھی لیکن کچھ بولی نہیں تھی۔

کافی نوشی کے اختتام پر عمران نے اُن دونوں سے کہا۔

"اب تم جاکر آرام کرو۔ میں ذرا پاپا گورشیو کے ساتھ شطرنج کھیلوں گا۔"

"یہ ناممکن ہے۔" سونیا بولی۔

"اگر تم خلوص نیت سے کوشش کرو تو کچھ بھی ناممکن نہیں ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ اسے پاپا کے ساتھ شطرنج کھیلنے دو۔ پاپا کا بھی دل بہل جائے گا۔"

"اور کیا۔ ٹونی اس وقت تم سے بھی زیادہ عقلمند معلوم ہو رہا ہے۔"

"لیکن اگر انہوں نے ہوش میں آکر شور مچانا شروع کر دیا تو؟"

"انہیں بھی کھیل میں شریک کرلیں گے۔ تم اس کی پرواہ نہ کرو۔ بس جاؤ۔"

"چلو اٹھو— مجھے بھی بیج نیند آرہی ہے۔" ٹونی اس کا بازو پکڑ کر اٹھاتا ہوا بولا۔

گورشیو بالکل خاموش تھا۔ اس کے چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے عمران کے ساتھ تنہا نہ رہنا چاہتا ہو۔ لیکن بالآخر وہ دونوں اٹھ ہی گئے تھے۔ سونیا نے اپنے کمرے کے دروازے کے قریب رک کر کہا۔

"مجھے تو اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہیں آرہا تھا۔

"عمران حیرت انگیز ہے۔" ٹونی بولا۔

اب دیکھو! پاپا سے کیا رہتی ہے۔"

"اچھا شب بخیر۔" ٹونی بھرائی ہوئی آواز میں بولا اور آگے بڑھ گیا۔

* * *

"گگ۔۔۔ کیا واقعی شطرنج۔۔۔" گورشیو ہکلایا۔

"نہیں پاپا گورشیو۔ اصل معاملہ۔ تمہارے دونوں بچے بہت پریشان ہیں۔"

"انہیں پریشان نہیں ہونا چاہیے۔ وہ سمجھتے نہیں۔ تم نے میرے دوستوں کے ساتھ مناسب برتاؤ نہیں کیا۔"

"تمہارے دوست نہ ہوتے تو واقعی انہیں برف ہی میں دفن ہونا پڑتا۔"

"تم آج ہی تین آدمیوں کو قتل کر چکے ہو۔"

"افواہ ہے— میں نہیں جانتا کہ وہ کیسے مرے تھے۔"

"ٹونی کہہ رہا تھا کہ تمہارے پاس اصل ریوالور بھی تھا۔"

"غلط فہمی کا علاج تو افلاطون کے پاس بھی نہیں تھا۔"

"تم معاملات کو سمجھے بغیر دخل اندازی کر بیٹھے ہو۔"

"اسی لئے تو معاملات کو سمجھنا چاہتا ہوں۔ اچھا یہی بتاؤ جب تمہیں علم تھا کہ تمہارے کچھ دشمن یہاں موجود ہیں تو تم اس طرح کیوں نکل کھڑے ہوئے تھے؟"

"اس خبر کی تصدیق کرنا چاہتے تھے اگر وہ سچ مچ یہاں موجود ہیں تو ہمیں سناٹے میں گھیرنے کی کوشش کریں گے۔"

"بہت خوب۔ یہ تو خودکشی کے مترادف ہوا۔"

"اُوہو... ہم غافل تو نہیں تھے۔ ہمارے ساتھی بھی ہماری نگرانی کر رہے تھے تم نے دو آدمی جوریجی کے ساتھ دیکھے تھے وہ اس کے ساتھی ہی تو تھے۔"

"اور تمہیں لاوارث سمجھ کر نظر انداز کر گئے تھے۔"

"نہیں وہ میرا سراغ کھو بیٹھے تھے۔ برفباری ہی اتنی شدید شروع ہو گئی تھی۔"

"اور فائروں کی آوازیں سُن کر تو چھوڑ ہی بھاگے۔"

"تم آخر ہو کون اور کیا چاہتے ہو؟" گورشیو جھنجھلا کر بولا۔

"تمہارا اور تمہارے بچوں کا ہمدرد۔ کاش تم اس وقت ان کی شکلیں دیکھ سکتے جب وہ تمہارے لئے پریشان تھے۔ ہاں یہ ڈی مورا کیسا آدمی ہے؟"

"میں اسے بیس سال سے جانتا ہوں۔"

"کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ اس نے سونیا تک تمہارے دشمنوں کی موجودگی کی اطلاع پہنچائی ہو؟"

"لیکن مجھے حیرت ہے۔ وہ اتنا ڈرپوک تو نہیں ہو سکتا۔" گورشیو نے

متفکرانہ لہجے میں کہا۔ "اس نے تمہیں اور ڈوتی کو تنہا جانے دیا تھا اور صرف گاڑی حوالے کر دی تھی۔ نہیں! یہ ڈی مورا کا انداز ہرگز نہیں ہو سکتا وہ بڑا دلیر ہے۔"

"تو پھر وہ نقلی ڈی مورا ہوگا۔" عمران آہستہ سے بولا۔

"میں نہیں سمجھا۔" گورشیو کے لہجے میں حیرت تھی۔

"دشمنوں نے تمہارے اصلی ڈی مورا کو غائب کر دیا ہوگا۔"

گورشیو کو اس نے پہلی بار ہنستے دیکھا۔

"لڑکے! شاید تم نے بہت گھٹیا قسم کے جاسوسی ناول پڑھے ہیں۔"

"کیا میں غلط کہہ رہا ہوں؟" عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"مجھے سوچنے دو۔ ڈی مورا نے مجھے الجھن میں ڈال دیا ہے۔"

"ضرور سوچو۔!" عمران نے کہا اور جیب میں چیونگم کا پیکٹ ٹٹولنے لگا۔

تھوڑی دیر بعد گورشیو بولا۔ "جنہیں تم نے بیہوش کر دیا ہے وہ میرے ہمدرد ہیں۔ تمہاری اس حرکت نے مجھے دکھ پہنچایا ہے۔"

"تمہارے ہمدرد تمہاری بچی کو ریوالور دکھا کر یہاں لائے تھے۔"

"وہ محض دھمکی تھی۔ ریل اگر ضائع ہو گئی تو ــــ وہ کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

عمران اسے بغور دیکھ رہا تھا۔ اس کے اچانک خاموش ہو جانے پر بھی اسے گھورتا رہا۔

"اگر وہ ریل نہ ملی تو میں دو لاکھ ڈالر کے خسارے میں رہوں گا۔" گورشیو بالآخر بولا۔

"میں نہیں سمجھا۔"

"بچّوں نے تم سے کسی آرٹسٹ کا ذکر کیا ہوگا جس نے ایک رات میرے کمرے میں گذاری تھی۔"

"ہاں۔ آں۔ شاید کیا تو تھا اور اس کی لاش کچھ دنوں کے بعد برف میں دبی ہوئی ملی تھی۔"

"ہاں۔ وہی۔ اور اس کے بعد ہی مجھ پر حملہ ہوا تھا۔ حملہ آور نامعلوم افراد تھے۔ دراصل اس وقت بھی انہوں نے مجھے اٹھالے جانے کی کوشش کی تھی۔"

"آخر کیوں؟"

"ہم نہیں جانتے کہ تم کون ہو۔ ہوسکتا ہے ہمارے دشمنوں ہی کے کوئی ایجنٹ ہو۔"

"اور وہ تینوں لاشیں غالباً تمہارے دوستوں ہی کی تھیں۔"

"تو تم ان کے قتل کا اعتراف کرتے ہو۔"

"میں کسی بات کا اعتراف نہیں کر رہا۔"

"بس کرو۔" گورشیو ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "اب میں اس سلسلے میں کوئی بات نہیں کرسکتا۔"

"میں کچھ پوچھنا بھی نہیں چاہتا۔ میرا ذہن تو اس نامعلوم آدمی میں الجھا ہوا ہے جس نے سونیا کو یہاں تمہارے دشمنوں کی موجودگی کی اطلاع دی تھی۔"

"ہم خود بھی اسی کے بارے میں سوچتے رہے ہیں۔ بلکہ آج ہم دونوں کے نکل کھڑے ہونے کی وجہ بھی یہی تھی۔ ہم اندازہ لگانا چاہتے تھے کہ ان کے ارادے کیا ہیں۔ ورنہ ایسے موسم میں کون نکلتا ہے۔" اسکی انگ کے لئے۔"

"شاید اسی لئے سونیا کو اطلاع دی گئی تھی کہ تم لوگ اندازہ کرنے کے لئے نکلو اور گھیر لئے جاؤ۔"

"اس نتیجے پر پہنچنا پڑے گا۔" گورشیو سر ہلا کر بولا۔

کمرے سے اچانک شور سنائی دیا تھا۔ شاید ان میں سے کوئی ہوش میں آکر دروازہ پیٹ رہا تھا۔

"پاپا گورشیو۔!" عمران نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔ "اگر تم نے انہیں کھول دیا تو وہ مجھے زندہ نہ چھوڑیں گے۔"

"لیکن یہ صورت حال بھی برقرار نہیں رکھی جاسکتی۔ اگر دوسرے مسافر بھی جاگ پڑے تو میں دشواری میں پڑ جاؤں گا۔"

"اچھا تو پہلے مجھے یہاں سے چپ چاپ نکل جانے دو۔"

"یہ ناممکن ہے۔ میں انہیں کیا جواب دوں گا۔"

"اچھا تو۔ یہ لو ریل۔ اور مجھے نکل جانے دو۔" عمران نے کہا۔

"ہاں یہ ممکن ہے۔" گورشیو نے کہا اور کسی قدر آگے جھک آیا۔ دوسرے ہی لمحے میں جوڈو کا ہاتھ اس کی گردن پر پڑا تھا۔ گورشیو آواز نکالے بغیر مُنہ کے بل فرش پر چلا آیا۔

اس کے بعد عمران اپنے کمرے کی طرف بھاگا تھا۔

●

پھر وہاں اتنا شور مچا تھا کہ دوسرے مسافر بھی بیدار ہوگئے تھے۔ سونیا اور ٹونی کو بھی اٹھنا پڑا۔ انہیں نیند ہی کب آئی تھی۔ وہ تو عمران کی

والپسی کے منتظر تھے۔

قیدیوں کا کمرہ کھونا پڑا۔ باپ اب بھی ڈائننگ ہال میں بیہوش پڑا تھا۔ بس پھر بات بن گئی تھی۔ ورنہ دوسرے گاہکوں کو مطمئن کرنا دشوار ہو جاتا۔ گورشیو نے ہوش میں آنے پر انہیں بتایا کہ کچھ لٹیرے گھس آئے تھے جنہوں نے اُسے اور اس کے دوستوں کو بے بس کر کے خاصی تعداد میں نقدی لوٹ لی

رگبی غصے سے پاگل ہوا جا رہا تھا۔ دوسروں کے چلے جانے کے بعد گورشیو کو گھونسہ دکھا کر بولا "تم نے دیکھا۔۔ آخر بھاگ گیا نا"

"میں کیا بتاؤں۔ وہ ٹونی کا دوست تھا"

"کب سے دوست تھا تمہارا؟" رگبی ٹونی کی طرف مڑا۔

"چار سال پہلے ہم نے کئی ہفتے روم میں اکٹھے گزارے تھے" ٹونی نے جواب دیا۔

"اور اب وہ ہمارے دشمنوں کے ایجنٹ کا رول ادا کر رہا ہے"

"تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے مسٹر رگبی" ٹونی نے کہا۔

"تو پھر کیوں بھاگ گیا" رگبی حلق پھاڑ کر دہاڑا۔

"تم لوگوں سے خائف ہو کر بھاگ گیا ہوگا" بیچارہ" سونیا بولی "تم نے اس پر چوری کا الزام لگایا تھا۔ تمہاری ریل کہاں سے پیدا کرتا"

"سمجھا۔۔۔!" رگبی دفعتاً مسکرا کر بولا اور سونیا جھینپ کر دوسری طرف دیکھنے لگی۔ پھر رگبی نے کسی قدر غصیلی آواز میں کہا "گورشیو! میں نے تم سے پہلے ہی کہا تھا کہ بچوں کو بھی اعتماد میں لے لو۔ لیکن تم نہیں مانتے تھے۔

"یہ بچے۔۔۔!" گورشیو دانت پیس کر بولا "اگر یہ بچوں کی طرح نہ

رہے تو میں انہیں ٹھیک کر دوں گا"

سونیا اور ٹونی ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر رہ گئے۔

"کیا وہ اپنا سامان بھی لے گیا ہے؟" رگبی نے گورشیو سے پوچھا۔

"ہاں ایک ایک چیز۔۔۔ کچھ بھی نہیں چھوڑا"

"میں اس کے کمرے پر ایک نظر ڈالنا ضروری سمجھتا ہوں" رگبی کچھ سوچتا ہوا پھر سونیا اور ٹونی کی طرف دیکھ کر کہا "تم دونوں اپنے کمروں میں جا سکتے ہو"

سونیا کچھ کہنے والی تھی کہ ٹونی ہاتھ اٹھا کر بولا "میں بھی یہی سوچ رہا تھا آج کی رات خواہ مخواہ تباہ ہو گئی" اس نے سونیا کا بازو پکڑا تھا اور ڈائننگ ہال سے رہائشی کمروں کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔

"سنو۔۔!" سونیا چلتے چلتے رک کر بولی "کہیں وہ سچ مچ دشمنوں ہی میں سے نہ رہا ہو"

"کہاں کے دوست اور کیسے دشمن! سب کچھ بکواس ہے۔ پاپا وغیرہ پتہ نہیں کس چکر میں ہیں۔"

"میرا دماغ مختل ہو گیا ہے۔ سوچتے سوچتے" سونیا نے کہا اور چل پڑی۔

"کچھ مت سوچو۔۔ چپ چاپ جا کر سو جاؤ"

وہ خاموشی سے اپنے کمرے میں داخل ہوئی اور دروازہ بند کر لیا تھا۔ بڑی دیر تک دروازہ کے قریب ہی کھڑی رہی تھی۔ لیٹنے کو دل ہی نہیں چاہتا تھا۔ بقیہ رات بیٹھ کر گزار دینا چاہتی تھی — آخر عمران اس طرح کیوں چلا گیا۔ کم از کم اُسے اُس پر تو اعتماد کرنا ہی چاہئے تھا۔ یہ تسلیم کر لینے کو دل نہیں چاہتا تھا کہ وہ اس کے باپ کے دشمنوں میں سے

ہو گا۔ کوئی کچھ بھی کہے لیکن وہ اپنی آنکھوں کی بناوٹ کے اعتبار سے ایماندار ہی لگتا تھا۔ پھر اس کا ذہن اس ریل کی طرف منتقل ہو گیا جس کے لئے اتنا ہنگامہ ہو گیا تھا آخر وہ کس قسم کی تصویریں ہو سکتی ہیں۔ اب اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ اس کا ذکر اپنے باپ سے کرے یا نہ کرے۔ پتا نہیں اس سلسلے میں ٹونی کا کیا خیال ہے۔ نہیں شاید وہ بھی نہیں بتانا چاہتا ورنہ اب تک اصل بات باپ کے گوش گذار کر چکا ہوتا"

سوچتے سوچتے ذہن پر نیند کا غبار چھانے لگا تھا اور کرسی پر بیٹھے بیٹھے ہی سو گئی تھی۔

صبح کو شاید کسی نے دروازے پر دستک دی تھی ورنہ وہ سوتی ہی رہ جاتی۔ اس نے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ ٹونی سامنے کھڑا تھا۔

"کیا آج گاہک ناشتے سے بھی محروم رہ جائیں گے" اس نے کہا۔

"میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔ آج تم اپنی نگرانی میں کام کراؤ۔"

"مجھے باورچی خانے کے کاموں کا سلیقہ نہیں ہے۔"

"باتیں بنانے کا سلیقہ ہے۔" وہ بُرا سا منہ بنا کر بولی۔ "چلو۔ آ رہی ہوں۔"

اُس نے جلدی جلدی لباس تبدیل کیا تھا اور کچن میں پہنچ گئی تھی۔ ٹونی کے علاوہ اس کا باپ بھی کچن میں موجود تھا اور ٹونی سے کہہ رہا تھا۔ اگر وہ تمہارا دوست تھا تو اس طرح بھاگ کیوں گیا۔ اس کی دانست میں اگر ہم کسی قسم کے خطرے میں تھے۔ تو اسے ہمارا ساتھ نہیں چھوڑنا چاہیے تھا۔"

"اگر اس پر اعتماد کیا ہوتا تو کبھی نہ جاتا۔"

"میں اب اُسے تیسری پارٹی سمجھنے پر مجبور ہوں۔"

"چلا گیا تو جانے دو۔ نہ ہم بُزدل ہیں اور نہ کمزور ہیں۔" سونیا بول پڑی۔

"ریل وہی نکال لے گیا ہے۔ ہمیں یقین ہے اور اب اس کی زندگی کی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔ رگبی کے ساتھی اُسے تلاش کر کے مار ڈالیں گے۔" سونیا طنزیہ انداز میں ہنسی تھی۔

"ہاں تم دیکھ لینا۔"

"لیکن تم ہمیں اصل معاملے کی ہوا بھی نہیں لگنے دو گے پاپا۔" ٹونی اسے گھورتا ہوا بولا "جب کہ رگبی بھی کہہ رہا تھا کہ بچوں کو ضرور اعتماد میں لینا چاہیے تھا۔"

"اسی سے پوچھ لینا۔ میں کچھ نہیں جانتا۔" وہ غصیلے لہجے میں بولا۔ کچھ لمحے خاموش رہ کر پھر غرایا۔ "اب کسی نئے مسافر کو کمرہ نہیں دیا جائے گا۔"

"کیوں۔ بے چارے کمرے خالی ہیں۔"

"اب خالی نہیں رہیں گے۔ میں رگبی کے سارے ساتھیوں کو یہیں بلوا رہا ہوں۔"

دونوں نے معنی خیز نظروں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا تھا۔ کچھ بولے نہیں۔

گورشیر چلا گیا۔ رگبی کے چاروں ساتھی ڈائننگ ہال میں ناشتے کے منتظر بیٹھے تھے۔ انہیں ناشتہ پہنچوانے کے بعد سونیا اپنے کمرے میں چلی آئی۔ دروازہ بند کرنے والی ہی تھی کہ رگبی سامنے آ کھڑا ہوا۔

"معافی چاہتا ہوں بے بی۔ لیکن یہ بہت ضروری ہے۔"

"ضرور... ضرور... اندر آجاؤ۔" وہ پیچھے ہٹتی ہوئی بولی۔

"شکریہ! حالات نے ہمیں ایک دوسرے کی طرف سے مشکوک کر دیا ہے۔ لیکن یقین کرو۔ ہم سب آپس میں اچھے دوست ہیں۔"

"بیٹھ جاؤ۔"

"شکریہ!" وہ سامنے والی کرسی پر بیٹھتا ہوا بولا۔ "اربوں لیرے دولت کا معاملہ ہے۔"

"کچھ کہو بھی تو۔۔!"

"تمہیں وہ آرٹسٹ تو یاد ہی ہوگا جس نے ایک رات تمہارے پاپا کے ساتھ گزاری تھی۔"

"ہاں مجھے یاد ہے اور تین چار دن بعد اس کی لاش بھی مل گئی تھی۔"

"وہ تمہارے پاپا کے لئے اجنبی نہیں تھا۔ پچھلی جنگ میں وہ تمہارے پاپا کے ساتھ افریقہ کے محاذ پر تھا۔ میں بھی وہیں تھا۔ تینوں گہرے دوست تھے۔ عدلیس ابابا میں ہمیں اچانک ایک مورچے کی کھدائی کے دوران میں ایک بہت بڑا خزانہ ملا۔ سونے کی لاکھوں اشرفیاں۔۔ پھر ایک حملے کے دوران میں ہم ایک دوسرے سے بچھڑ گئے اور پھر تینوں نے اپنی اپنی جگہ دوسروں کو مُردہ تصور کر لیا۔ دوسری دلچسپ بات یہ ہوئی کہ جہاں ہم نے خزانہ چھپایا تھا وہاں ہم میں سے ہر ایک کو خزانہ نہ مل سکا۔"

"ٹھہرو۔۔!" سونیا ہاتھ اٹھا کر بولی۔

وہ خاموش ہوگیا۔

"تو تم امریکن نہیں ہو۔۔ بھلا پاپا کے ساتھ محاذ پر کسی امریکن کا کیا کام۔ امریکن تو دشمن کیمپ سے تعلق رکھتے تھے۔" سونیا بولی۔

"تمہارا خیال درست ہے۔ میں جرمن ہوں اور اب امریکی شہری۔ جب جنگ ہو رہی تھی تو میں نازیوں کے ساتھ تھا۔۔ بہرحال وہ آرٹسٹ ہی اس خزانے کو وہاں سے نکال لانے میں کامیاب ہوگیا اور ہم اپنی اپنی جگہ پر اُسے مُردہ تصور کئے بیٹھے تھے۔ لیکن وہ پچھلے سال اچانک مجھے فرانس میں مل گیا۔ بہت خوش ہوا مجھے زندہ دیکھ کر۔۔ گورشیو کی خیریت بھی پوچھی۔ جب اُسے معلوم ہوا کہ گورشیو بھی زندہ ہے تو اس نے بتایا کہ خزانہ ابھی تک جوں کا توں محفوظ ہے جسے اس نے ڈولمائٹس ہی کے کسی دشوار گزار علاقے میں چھپا رکھا تھا۔ میں اُن دنوں بیمار تھا۔ فوری طور پر اس کے ساتھ اٹلی نہیں آسکا تھا۔ وہ مجھ سے یہ کہہ کر رخصت ہوگیا کہ گورشیو سے ملنے جا رہا ہے۔ وہ وہی زمانہ تھا جب وہ تمہارے پاپا سے ملا تھا۔"

"سوال تو یہ ہے کہ کسی دوسری پارٹی کو خزانے کا علم کیونکر ہوا؟" دفعتاً سونیا بولی۔

"اچھا سوال ہے۔ ذہین لڑکی معلوم ہوتی ہو۔ میں تمہیں بتاتا ہوں۔ آرٹسٹ تنہا اس خزانے کو وہاں سے دوسری جگہ منتقل نہیں کر سکتا تھا ظاہر ہے کہ اس نے کچھ لوگوں سے مدد لی ہوگی۔ یہ بتائے بغیر کہ ان صندوقوں میں کیا ہے۔ لیکن وہ بعد میں کسی نہ کسی طرح اصلیت سے آگاہ ہوگئے بہرحال جب وہ تمہارے پاپا سے ملنے گیا تھا تو اسے احساس ہوگیا کہ اس کا تعاقب کیا جا رہا ہے۔"

"پھر تعاقب کرنے والوں نے اُسے مار ڈالا۔" سونیا تلخ لہجے میں بولی۔

"یہ معلوم کئے بغیر کہ اس نے خزانے کو کہاں چھپایا ہے۔"

"تم بہت تیز ہو۔"

“ایک بچہ بھی یہی سوال کرے گا۔”

“سمجھنے کی کوشش کرو۔ انہوں نے اس کو گھیر کر پکڑنے کی کوشش کی ہو گی۔ فرض کرو۔ اس نے فائرنگ شروع کر دی ہو اور تعاقب کرنے والوں کو بھی بندوقیں سیدھی کر لینے پر مجبور کر دیا ہو اور پھر وہ فائرنگ کے دوران ہی میں ہلاک ہو گیا ہو۔”

“ہاں یہ ہو سکتا ہے۔” سونیا کچھ دیر بعد بولی اور رگبی طویل سانس لے کر رہ گیا۔ سونیا نے کہا۔

“تو اب ہم کیا کریں؟”

“دیکھو! وہ ریل جو میرے کیمرے سے غائب ہو گئی ہے۔ بڑی اہمیت کی حامل تھی اور اس میں جو کچھ بھی تھا اس سے تمہارے باپ کا زیادہ تعلق ہے۔”

“میں نہیں سمجھی۔”

“بعض اہم دستاویزوں کی تصاویر تھیں۔”

“تم نے یہ کیوں کہا تھا کہ اگر ریل نہ ملی تو آدھا یورپ تباہ ہو جائے گا؟”

“وہ تو میں نے یونہی تمہیں ڈرانے کے لئے کہا تھا کہ شاید اسی طرح ریل واپس مل جائے ورنہ سارا چکر خزانے ہی کا ہے۔”

“اور تم یقین کرو کہ ہم لوگ اُس کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے۔ وہ جو چوروں کی طرح بھاگ گیا اس سلسلے میں اس کی بھی ضمانت دے سکتی ہوں۔”

“لیکن وہ تو کہہ رہا تھا۔”

“اوّل درجے کا احمق ہے۔ خواہ مخواہ بکواس کرتا رہتا ہے۔ جو چاہو اس سے کہلوا لو۔”

“تو پھر یہاں اور کوئی کالی بھیڑ موجود ہے اور بھی تو مسافر مقیم ہیں ان کے بارے میں ہم کچھ نہیں جانتے۔”

“اب تم نے عقلمندی کی بات کی ہے۔”

“لیکن یہ کوئی ایسا مشکل کام نہیں ہے۔ ہم ان کے سامان کی تلاشی لے سکتے ہیں۔ آج موسم کل سے بہتر ہے۔ یہ سب باہر چلے جائیں گے۔ ہم تینوں اگر چاہیں تو یہ کام بہ آسانی کر سکتے ہیں۔”

“میں تمہارا ساتھ دوں گی۔”

“شکریہ بے بی۔ ٹونی کو بھی تم ہی آمادہ کرو۔ موقع دیکھ کر میں تم دونوں سے آملوں گا۔”

وہ چلا گیا۔ اور سونیا حالات کے اس نئے رُخ کے بارے میں غور کرنے لگی۔ نہ جانے کیوں رگبی کا بیان اُسے بکواس ہی لگا تھا۔

دوپہر کے کھانے کے لئے کچھ اجنبی شکلیں بھی ہال میں نظر آئی تھیں۔ ان میں سے زیادہ تر سفید بھیڑیوں کے شکاری تھے۔

گورشیو نے ایک بار پھر دونوں کو متنبہ کیا۔ “دیکھو! کمرہ کسی کو بھی نہ دینا۔ رجسٹر الماری میں بند کر دو۔ کوئی کمرہ خالی نہیں ہے۔”

“ایسا ہی ہوگا۔” سونیا مسکرا کر بولی۔ “رگبی نے مجھے سب کچھ بتا دیا ہے۔”

“اور تم اس سے متفق ہو۔”

“کس بات سے؟”

“یہی کہ ہمیں بہت محتاط رہنا چاہیئے۔”

“ہاں اس کے بیان کے مطابق اربوں لیرے کا معاملہ ہے۔ بہر حال ہم نے تمہاری مخالفت تو نہیں کی تھی۔ صرف حالات سے آگاہ ہونا چاہا تھا۔”

" اور تم دونوں اس بیوقوف سے آدمی پر اعتماد کر بیٹھے۔ وہ ریل کو ڈیولپ کر لینے کے بعد بھی اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھا سکے گا۔"

" تمہارے خیال سے اس ریل میں کیا ہوگا۔"

" ارے تم اتنی معمولی سی بات نہیں سمجھ سکتیں۔" گورشیو اُسے گھورتا ہوا بولا۔ " ارے اُس میں اس نقشے کی مختلف تصویریں تھیں جس کی مدد سے ہم خزانے تک پہنچ سکتے ہیں۔"

" سب جھوٹ ہے۔" سونیا ٹونی کی طرف دیکھ کر بولی۔ " رگھی نے کہا تھا کہ اس ریل میں کچھ اہم دستاویزوں کی تصاویر تھیں۔"

گورشیو کچھ نہ بولا۔ اب وہ دونوں اُسے گھورے جا رہے تھے۔ اس نے کچھ دیر بعد کھنکار کر کہا۔ " رگھی نے مجھے یہی بتایا تھا۔"

" اور وہ نقشے تمہاری پشت پر بنائے گئے تھے۔" ٹونی بولا۔

" آہستہ بولو۔" گورشیو خوفزدہ آواز میں بولا اور چاروں طرف دیکھنے لگا۔

" کسی محلول کے ذریعے انہیں کیمرے کے حساس لینس کے لئے ابھارا گ تھا اور کچھ دیر بعد وہ بالکل ضائع ہو گئے تھے۔"

گورشیو تھوک نگل کر بولا۔ " ہاں یہی بات تھی۔ اس رات اس آرٹ نے کسی خاص قسم کے محلول کے ذریعے وہ نقشے میری پشت پر بنات جنہیں دیکھا نہیں جا سکتا تھا۔ پھر اُس نے مجھ سے کہا تھا کہ میں رگھی کو پیغام پہنچا دوں کہ نقشے ٹیکنک نمبر بارہ کے ذریعے محفوظ کئے جا سکیں

" یہ ٹیکنک نمبر بارہ کیا ہے۔"

" بس!" گورشیو ہاتھ اٹھا کر بولا۔ " دیوار کے بھی کان ہوتے ہیں۔ اس

میں اپنی زبانیں بالکل بند رکھو۔ اور اس مرُدود کو تلاش کرنے کی کوشش کرو۔"

تھوڑی دیر تک کھڑا کچھ سوچتا رہا پھر انہیں دونوں ہاتھوں سے دھکیلتا ہوا بولا۔ " چلو میرے کمرے میں چلو۔"

اُن دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا تھا اور گورشیو کے کمرے کی جانب چل پڑے تھے۔ کمرے میں پہنچ کر اس نے دروازہ بند کیا تھا۔ اور ٹونی کی طرف مڑ کر اُسے گھونسہ دکھاتا ہوا بولا تھا۔ " تم۔۔۔ تم نے دیکھا تھا اُسے میری پشت سے تصویر اتارتے دیکھا تھا۔ تم نے۔۔!"

" ہاں میں نے دیکھا تھا۔"

" تم کیوں جھانکا کرتے ہو میرے کمرے میں؟"

" اس لئے کہ تم بہت سادہ لوح ہو پاپا۔ جو بھی چاہتا ہے تمہیں آلۂ کار بنا لیتا ہے۔ اگر ہم تمہارے سلسلے میں جاگتے نہ رہیں تو تم غرق ہو جاؤ۔"

" بکواس بند کرو۔ بیٹھو اور میری بات غور سے سنو۔ تم نے اس سے اس انوکھے واقعے کا ذکر ضرور کیا ہوگا۔"

" ہرگز نہیں۔"

" میں یقین نہیں کر سکتا۔" گورشیو پیر پٹخ کر بولا۔ " اگر ریل نہ ملی تو تم دونوں کی کھالیں اتار دوں گا۔"

" یہ زیادتی ہے پاپا۔!" سونیا روہانسی ہو کر بولی۔ " تم خواہ مخواہ ہم پر ایسی ذمہ داری نہ ڈالو۔"

" جو کچھ کہنا ہے کہہ چکا۔ جاؤ اسے تلاش کرو۔"

ٹونی کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا تھا اس نے سونیا کو چلنے کا اشارہ کیا تھا اور خود تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا تھا۔

اب سونیا اُسے اپنے کمرے میں لائی اور آہستہ سے بولی "میں نے کہا تھا کہ بات چھپی نہ رہ سکے گی۔ پھر تم تو اوّل درجے کے احمق ہو۔ تمہیں کیا ضرورت تھی اس بات کا ذکر کرنے کی کہ تم نے باپا کی پشت سے تصویریں لینے کا منظر دیکھا تھا۔"

"سب ٹھیک ہے۔ میں دیکھ لوں گا۔"

"کیا دیکھ لو گے۔۔؟"

"کچھ بھی نہیں۔ چلو اُسے تلاش کریں۔ یہ تو یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ باپا کو رنگبی یا اس کے ساتھیوں سے کوئی خطرہ نہیں۔"

"مگر کہاں چلیں؟"

"کہیں بھی! کچھ دیر کے لئے اس گھٹے ہوئے ماحول سے نجات مل ہی جائے گی۔"

"اس نقطۂ نظر سے چلنا چاہتے ہو تو میں تیار ہوں۔"

دوپہر کا کھانا کھائے بغیر وہ نکل کھڑے ہوئے تھے۔ "اسکی انگ" کے جوڑے ان کے کاندھوں پر پڑے ہوئے تھے۔ سونیا بھی "اسکی انگ" کے معاملے میں اپنے باپ یا بھائی سے پیچھے نہیں تھی۔

دوپہر کا کھانا انہوں نے ایک تفریح گاہ میں کھایا تھا اور وہیں سے کھلاڑیوں کے ساتھ "اسکی انگ" کے لئے روانہ ہو گئے تھے — سونیا اور ٹونی کے درمیان زیادہ سے زیادہ دس گز کا فاصلہ رہا ہو گا اور وہ زور زور سے باتیں کرتے ہوئے دوڑے جا رہے تھے۔

"کتنے دنوں بعد کھلی فضا میسر آئی ہے۔" سونیا کہہ رہی تھی۔

"چلتی رہو — آج دور تک تیر لیں گے۔"

ان کے چاروں طرف لوگ دوڑ رہے تھے۔ بستی بہت پیچھے رہ گئی تھی۔

دفعتہً ٹونی اس کے برابر پہنچ کر بولا "تم نے کچھ محسوس کیا؟"

"کیا۔۔؟" وہ چونک پڑی۔

"ذرا ان پانچوں کو دیکھو۔ کیا یہ اسی طرح نہیں چل رہے جیسے ہم کو نرغے میں لے رہے ہیں؟"

سونیا نے اِدھر اُدھر نظر دوڑائی اور بولی "ضروری تو نہیں ہے۔"

"میرا خیال ہے کہ ہم گھیرے جا رہے ہیں۔ میں ان میں سے ایک آدمی کو پہچان رہا ہوں، وہ دیکھو — وہ خوفناک شکل والا شکاری۔ دوپہر کو وہ ہمارے ڈائننگ ہال میں کھانا کھانے آیا تھا۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے۔"

"ہاں تھا تو شائد۔" سونیا بڑبڑائی۔

"اور یہ بہت بُرا ہوا۔ یہ رنگبی کے مخالفین ہی معلوم ہوتے ہیں۔"

"دیکھا جائے گا۔" سونیا اکتا کر بولی۔

"آخر وہ ہم سے کیا چاہتے ہیں؟"

"مٹر پلاؤ پکانے کی ترکیب پوچھیں گے۔"

ٹونی کچھ نہ بولا اور وہ بدستور دوڑتے رہے۔ پانچوں آدمی آہستہ آہستہ ان کے گرد اپنا گھیرا تنگ کرتے جا رہے تھے۔

"عمران کا ریوالور تھا تو تمہارے پاس۔" سونیا کچھ دیر بعد بولی۔

"نہیں تو۔ ۔ ۔ اس نے واپس لے لیا تھا۔"

"تب تو۔ ۔ ۔ اچھا بڑا شکاری چاقو۔"

"وہ تھیلے میں ہے۔!"

"میرے پاس بھی ہے۔ جتنی دیر لڑ سکیں گے ضرور لڑیں گے اور پھر

یہ ضروری نہیں کہ ان کا ارادہ تشدد ہی کرنے کا ہو۔ ممکن ہے صرف پوچھ گچھ کریں ربگی سے متعلق“

پھر وہ سب ان کے بہت قریب آگئے اور انہیں رکنے کا حکم دیا۔

”رک ہی جاؤ“ سونیا بولی تھی۔

پانچوں بھی آرُکے اور دفعتاً ان میں سے ایک نے خوفناک شکل والے شکاری سے پوچھا ”تم کون ہو؟“

”پہلے تم بتاؤ کہ تم کون ہو“ شکاری نے سرد لہجے میں کہا۔

”تم ہمارے ساتھ کیوں ہو“ دوسرا بولا۔

”تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں ان دونوں کے ساتھ ہوں“ شکاری نے کہا اور ٹونی اور سونیا حیرت سے ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔

”کیوں گورشیو جونیر میں تمہارے ساتھ ہوں نا“ دفعتاً خوفناک شکل والے شکاری نے ٹونی سے پوچھا۔

”ہاں کیوں نہیں“ سونیا جلدی سے بولی۔

”لیکن جہاں سے ہم چلے تھے، وہاں تو تم ان کے ساتھ نہیں تھے“ چاروں میں سے ایک بولا۔

”ہاں — وہاں میں نہیں تھا۔ راستے میں ملاقات ہوئی تھی اور جب میں نے یہ محسوس کیا کہ تم لوگ انہیں گھیر رہے ہو تو پھر مجھے دیکھنا ہی پڑا۔

”تم کیا دیکھو گے“

”یہی کہ تم لوگ ان بیچاروں کو کیوں گھیر رہے ہو۔ بڑی مشکلوں سے تو یہ آج چھٹی منا سکے ہیں“

”ہم انہیں گھیر رہے ہیں۔ اور تم ان کے حمایتی ہو“

”ہاں میں تم لوگوں کے یہی ذہن نشین کرانا چاہتا تھا کہ یہ بچے تنہا نہیں ہیں“

سونیا نے ایک بار پھر اس اجنبی ہمدرد کو غور سے دیکھا۔ پھولی ہوئی بدوضع ناک کے نیچے لٹکی ہوئی مونچھیں اتنی گھنی تھیں کہ دہانہ چھپ کر رہ گیا تھا۔ ناک، مونچھوں اور ٹھوڑی کے علاوہ اور کچھ نظر نہیں آیا تھا۔

”اچھی بات ہے — تو کرو حماقت“ ان میں سے ایک نے کہا اور اپنی اسٹک اس کے سر پر دے مارنے کی کوشش کی۔ لیکن دوسرے ہی لمحے میں اسٹک اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا پڑی اور پھر اجنبی کی اسٹک خود اسی کے سر پر آئی تھی اور اس کے بعد وہ چاروں ہی اس پر ٹوٹ پڑے تھے۔

دفعتاً سونیا نے ٹونی کو للکارا ”تم کیا کھڑے منہ دیکھ رہے ہو — اس کی مدد کرو“

”نہیں“ انہوں نے اجنبی کی غراہٹ سنی ”تم دونوں اس کھیل سے الگ ہی رہو۔ انہوں نے ایک قبائلی لوبونوٹاٹا کی غیرت کو للکارا ہے۔ وہی ان سے نپٹ لے گا“

اب عالم یہ تھا کہ اس پر تڑا تڑا اسٹکیں برس رہی تھیں، جنہیں وہ اپنی اسٹکوں پر روک رہا تھا اور کبھی کبھی اس کی ایک آدھ اسٹک ان کے سروں پر بھی پڑ جاتی تھی۔ ٹونی سونیا کے قریب پہنچ کر بولا ”عقلمندی کا یہی تقاضہ ہے کہ ہم دونوں نکل چلیں“

”نہیں — یہ مناسب نہیں — وہ ہمارا حلیف ہے“

”ہوگا لیکن ہم اسے نہیں جانتے“

”اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا — وہ تو ہمیں جانتا ہے“

"دیکھو! بیوقوفی سے باز آجاؤ۔۔۔ خیر میں تو چلا۔" ٹونی نے مخالف سمت میں دوڑ لگائی تھی۔ مجبوراً سونیا کو اس کی تقلید کرنی ہی پڑی۔ تنہا تو نہیں رہ سکتی تھی۔۔۔ وہ دونوں تیز رفتاری سے بستی کی طرف جا رہے تھے اچانک کوئی بڑی تیزی سے اُن کے درمیان سے نکل کر برق رفتاری سے آگے بڑھتا چلا گیا۔

"وہی تھا۔۔۔!" ٹونی کی زبان سے بے اختیار نکلا۔

"کک۔۔۔ کون۔۔۔؟" سونیا ہکلائی۔

"وہی خوفناک شکاری۔"

وہ ان سے بہت دور جا چکا تھا۔ پھر ایک نشیب میں انہوں نے اُسے چھلانگ لگاتے دیکھا تھا۔

"واہ۔۔۔ کیا اسٹائیل تھا۔" ٹونی کہہ اٹھا۔

"کوئی بہت ہی مشاق آدمی معلوم ہوتا ہے۔"

"لیکن آج سے پہلے ہم نے اُسے کبھی نہیں دیکھا۔"

"ذرا دیکھو تو۔۔۔ کہیں وہ لوگ اس کے پیچھے تو نہیں آ رہے۔"

ٹونی نے وہیں سے لمبا دائرہ بنایا تھا اور سونیا رک گئی۔ وہ دور تک دوڑتا چلا گیا تھا۔ پھر سونیا کی طرف پلٹ آیا تھا۔

"دور دور تک کسی کا پتہ نہیں۔" اس نے کہا۔

"اچھا تو بس اب چلتے ہیں۔ ہم جس کی تلاش میں نکلے تھے۔ وہ نہیں مل سکا۔"

"ہاں اس کے علاوہ اور کیا کہہ سکیں گے۔"

"یہ رنگبی کا بچہ پتہ نہیں کہاں سے نازل ہو گیا۔"

"یہ عملنے والی بات میرے حلق سے تو اترتی نہیں۔"

"پتہ نہیں کیا چکر ہے۔ لیکن میری چھٹی حس یہی کہتی ہے کہ پاپا خطرے میں ہیں۔"

"خود انہیں اس کا احساس نہیں ہے۔"

"ہو بھی تو اب کیا کر سکتے ہیں۔ کسی معاملے میں بُری طرح الجھ گئے ہیں۔"

"اس ریل سے متعلق بھی دونوں کے بیانات میں تضاد موجود ہے۔ رنگبی نے کچھ کہا تھا اور پاپا دوسری ہی کہانی سناتے رہے تھے۔"

"صرف ہمیں مطمئن کرنے کے لئے۔"

پھر انہوں نے بھی اسی نشیب میں چھلانگیں لگائی جس میں کچھ دیر قبل اجنبی شکاری چھلانگ لگا کر ان کی نظروں سے اوجھل ہو گیا تھا۔

وہ نیچے پہنچے اور ٹونی سونیا کو پیچھے چھوڑ کر آگے بڑھتا چلا گیا۔

"ٹونی۔۔۔ ٹونی۔۔۔!" سونیا چیخنے لگی۔

وہ تیزی سے مڑا اور اس کی جانب بڑھتا چلا آیا۔ سونیا رک گئی تھی۔

"وہ دیکھو! اس ٹیلے کے پیچھے۔" اس نے بائیں جانب ہاتھ اٹھا کر کہا۔

ایک وزنی بوٹ دکھائی دے رہا تھا۔

"لل۔۔۔ لاش۔۔۔!" ٹونی ہکلایا۔

"پتہ نہیں۔۔۔ ہو سکتا ہے کوئی زخمی ہو۔ ہمیں دیکھنا چاہیئے۔"

"اور اگر وہ لوگ آگئے تو؟"

"انہیں آنا ہوتا تو اب تک آ بھی چکے ہوتے۔۔۔ چلو دیکھیں۔"

ٹونی قدرے ہچکچاہٹ کے ساتھ ٹیلے کی طرف بڑھا تھا اور انہیں وہ پورا

آدمی نظر آگیا جو برف پر اوندھا پڑا تھا۔

"سانس تو لے رہا ہے شاندہ" سونیا بولی۔ "اسے سیدھا کرو"

ٹونی نے طوعاً و کرہاً اسے سیدھا کیا تھا۔

"ارے... یہ تو عمران ہے" دونوں نے بہ یک وقت کہا۔

"کیا ہوا ہے... ارے ارے تم یہ کیا کرنے لگے"

"پہلے میں اس کی جامہ تلاشی لوں گا" ٹونی نے پُرسکون لہجے میں کہا

"تمہارا دماغ تو نہیں چل گیا"

"فی الحال یہی سمجھ لو۔ جس ریل کے لئے ہماری دربدری ہوئی ہے پہلے وہ ہمارے قبضے میں آنی چاہیئے"

اور پھر وہ سچ مچ اپنی اس کوشش میں کامیاب ہوگیا تھا۔ ریل اس کے تھیلے سے برآمد ہوگئی تھی۔

"وہ مارا۔"

"کیا مطلب ہے"

"ریل مل گئی اور شاندہ ابھی اسے ڈیولپ بھی نہیں کیا گیا"

"اچھا تو پھر۔؟"

"چلو چپ چاپ نکل چلتے ہیں" ٹونی ریل کو اپنے تھیلے میں ڈالتا ہوا بولا۔

"میں تو اس کو یہاں اس حال میں نہیں چھوڑ سکتی"

"تم پاگل ہوگئی ہو"

"چلو یہی سمجھ لو۔ میں تو اسے ہوش آئے بغیر یہاں سے ہل بھی نہیں سکتی"

"جہنم میں جاؤ۔!" کہہ کر ٹونی نے تنہا ہی دوڑ لگادی۔

"تم سے خدا سمجھے گا۔ تم پر خزانے کا بھوت سوار ہوگیا ہے"

"تمہیں سفید بھیڑیئے پھاڑ کھائیں گے" ٹونی کی آواز دور سے آئی۔

"میں سفید بھیڑیوں کو پھاڑ کھاؤں گا" بیہوش عمران کے ہونٹ ہلے تھے۔

"ارے" سونیا اچھل پڑی۔

"ہاں۔ آں۔" وہ اٹھ بیٹھا "میں زندہ ہوں"

"وہ... وہ۔ تمہارے تھیلے سے ریل نکال لے گیا"

"مجھے معلوم ہے... پہلے بھی بیہوش نہیں تھا"

"یعنی... یعنی کہ۔!"

"میں یہی چاہتا تھا کہ ریل رگجی تک پہنچ جائے ورنہ تم لوگ دشواریوں میں پڑو گے، لیکن وہ خزانے والی بات کیا تھی"

"اُف۔ نوہ... سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر اتنی تیزی سے یہ سب کیا ہو رہا ہے"

"خزانے والی بات اچھی لڑکی"

سونیا نے رگجی کا بیان دہراتے ہوئے اپنے باپ کے بیان کا تضاد بھی گوش گزار کر دیا۔

"تمہارا باپ خطرے میں ہے اچھی لڑکی۔ اور بھائی کا دماغ بھی خراب ہوگیا ہے"

"لیکن۔ آخر تم نے ریل کیوں واپس کر دی"

"جانے دو۔ مجھے اس کی پرواہ نہیں۔ میں تم لوگوں کا خیر اندیش ہوں"

"تو پھر اب اٹھ چلو۔ تھوڑی دیر بعد اندھیرا پھیل جائے گا۔"

"ٹونی کی یہی سزا ہے کہ تم بھی واپس نہ جاؤ۔"

"اوہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔"

"اُسی طرح جیسے اس کا تمہیں چھوڑ بھاگنا ممکن ہے۔"

"پاپا کو معلوم ہوگا تو وہ ادھر دوڑ آئیں گے۔"

"آنے دو۔ اتنی دیر میں ہم کہیں اور ہوں گے اور یہاں ایسے نشانات چھوڑ جائیں گے جیسے تمہیں سچ مچ بھیڑیوں نے چیر پھاڑ کھایا ہو۔"

"تم کیسی باتیں کر رہے ہو۔"

"ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ تمہارا اب ان لوگوں کے ساتھ رہنا مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ کم ازکم اس نسل کا ایک فرد تو زندہ بچ جاتے۔"

"کیوں دہلا رہے ہو مجھے۔ میں واپس جاؤں گی۔"

"میرے ساتھ چلو۔"

"آخر کیوں؟"

"کیا میں تمہیں بُرا آدمی لگتا ہوں۔"

"اس سے کیا بحث کہ تم بُرے آدمی ہو یا نہیں۔ مجھے بہرحال واپس جانا ہے۔"

"اچھا تو جاؤ۔"

"تم نہیں چلو گے میرے ساتھ؟"

"مجھے جان دینی ہے کیا... ایک طرف رگبی ہے اور دوسری طرف اس کے دشمن اپنا سینڈوچ نہیں بنوانا چاہتا۔"

پھر سونیا کو وہ شکاری یاد آگیا جس نے کچھ دیر پہلے ان کی حماقت کی

تھی۔ اس کا ذکر سنتے ہی عمران نے ریڈی میڈ میک اپ نکالا اور ناک پر جماتا ہوا بولا۔ "یہ لو شکاری بھی حاضر ہے۔"

"اُوہ... تم آخر ہو کیا چیز؟"

"اتنے جاسوسی ناول پڑھے ہیں... میں نے..."

"یقین نہیں آتا کہ تم وہی ہو... جو نظر آتے ہو۔"

"اچھا... یہاں سے کھسک چلو... تھوڑی دیر بعد تمہیں یہاں ایک نیا ڈرامہ دکھاؤں گا۔"

"کہاں چلو گے؟"

"اس تودے کے پیچھے۔" عمران نے بائیں جانب ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"ایسی آرام دہ قیام گاہ تلاش کی ہے کہ تم خوش ہو جاؤ گی۔"

"میں نہیں سمجھ سکتی کہ تم کرنا کیا چاہتے ہو۔"

"عمران نے اس کا بازو پکڑ کر اُسے آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔ "جو کچھ بھی کر رہا ہوں اس میں تم لوگوں کا فائدہ ہی ہے نقصان نہیں۔"

کچھ دیر بعد وہ ایک غار میں داخل ہو رہے تھے۔ سونیا بولی۔ "کیا یہ ضروری ہے کہ دوسروں کو اس غار کا علم نہ ہو۔"

"بھیڑیوں سے خالی کرایا ہے۔ یہ دیکھو!" وہ ٹارچ روشن کرتا ہوا بولا۔ دو مُردہ بھیڑیوں پر روشنی پڑی تھی۔

"میں کہتی ہوں تم نے اُسے ریل کیوں لے جانے دی۔"

"جب رگبی اُسے ڈیولپ کرنے بیٹھے گا تو مزہ آجائے گا۔"

"میں نہیں سمجھی۔"

"بعد میں سمجھا دوں گا۔ تم یہیں ٹھہرو۔ میں ان دونوں بھیڑیوں

کو دیں پھینک آؤں جہاں تم نے مجھے پڑا دیکھا تھا۔"

"اس سے کیا ہوگا۔؟"

"کیا تم سمجھتی ہو کہ ٹونی واپس نہیں آئے گا۔ تمہارے رک جانے کی بنا پر وہ بھی دوڑے آئیں گے۔"

"پتہ نہیں۔ کیا ہے تمہارے دل میں۔" وہ طویل سانس لے کر بولی۔

وہ دونوں بیٹریوں کو گھسیٹتا ہوا باہر نکل گیا تھا۔ سونیا اندھیرے میں دم بخود کھڑی رہی۔ عجیب سی بُو چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ جس سے اس کا دم گھٹ رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے غار کے دہانے پر آہٹ سنی۔

"کون ہے؟" اس نے جی کڑا کر کے پوچھا۔

"میرے علاوہ اور کون ہوگا۔" عمران کی آواز آئی۔ "ٹھہرو۔۔۔ میں روشنی کئے دیتا ہوں اور بدبو کا بھی انتظام کر دوں گا۔ میرے پاس خوشبودار دھوئیں والی جڑی بوٹیاں بھی ہیں۔"

"جو کچھ کرنا ہے جلد ہی کر دو۔۔۔ میرا دم گھٹ رہا ہے۔"

سب سے پہلے عمران نے ایک موم بتی روشن کی تھی۔ پھر خوشبوئیں سلگانے لگا تھا۔ مدھم سی روشنی میں سونیا کو وہاں خاصا سامان نظر آیا۔ ایک آئیل اسٹوو کیتلی کچھ برتن اور محفوظ کی ہوئی غذا کے کچھ ڈبے ایک طرف ایک بستر بھی پڑا ہوا تھا۔

"کیا یہاں تمہارے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟" سونیا نے پوچھا۔

"نہیں تو۔۔۔ یہ سارا سامان میرا ہی ہے۔"

"میں نہیں سمجھ سکتی کہ آخر تم یہ سب کچھ کیوں کر رہے ہو۔"

"خانہ بدوشی کا لطف ہی اٹھانے کے لئے تو یہاں آیا ہوں تمہارے ہوٹل

میں یونہی کمرہ لے لیا تھا۔ آخر سامان تو بستی ہی سے لانا پڑتا۔ لہٰذا اپنے ہوٹل میں قیام کو ایک طرح کا پڑاؤ سمجھ لو۔۔۔ میں یہاں کئی دنوں سے ہوں۔ آج اتفاقاً تم کچھ بٹیرے بھی یہاں گھس آئے تھے۔"

"تم ضرور کوئی غیر ملکی جاسوس ہو۔"

"تھا تو نہیں لیکن اب بننا ہی پڑے گا۔ رگبی اور اس کے ساتھیوں کے تیور مجھے اچھے نہیں معلوم ہوتے۔"

"یعنی وہ بھی بالآخر دشمنی ہی پر اتر آئیں گے۔"

"ہاں۔ میرا یہی خیال ہے۔۔۔ ذرا وہ ریل تو ضائع ہونے دو۔"

"آخر وہ کس طرح ضائع ہوگی۔"

"جیسے ہی سلیوشن میں ڈالی جائے گی۔ بھک سے جل اٹھے گی۔ ایسی ہی کارروائی کر دی گئی ہے اُس کے ساتھ۔"

"اس کا مقصد۔۔۔؟"

"رگبی اور اس کے ساتھیوں کے لئے چیلنج۔ انہوں نے میری توہین کی ہے۔"

"تو تم نے ریل کو دیکھے بغیر ضائع کیوں کر دینا چاہا ہے۔"

"میں تو اس کے پوزیٹیو بھی نکال چکا ہوں۔"

"مجھے بھی دکھاؤ۔۔۔" وہ مضطربانہ انداز میں بولی۔

"روشنی ناکافی ہے۔"

"تم نے یہ پرنٹ کب اور کہاں بنائے۔"

"ٹونی کے ڈارک روم میں۔۔۔ جب تم لوگ مجھے تلاش کرتے پھر رہے تھے۔ میں ٹونی کے ڈارک روم میں کام کر رہا تھا۔"

"اگر اس وقت کوئی اُدھر بھی گھوم جاتا تو ۔۔ ہے"

"اپنی سزا کو پہنچتا۔" عمران سر ہلا کر بولا "اچھا تم یہ بتاؤ۔ ان اطراف کے بارے میں تمہاری معلومات کیسی ہیں۔"

"شاید ٹونی سے زیادہ معلومات رکھتی ہوں۔ بچپن سے اب تک انہیں برف پوش پہاڑوں میں دوڑتی پھری ہوں۔"

"ٹھیک ہے۔ شاید مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہو۔"

"آخر بات کیا ہے؟"

"تم نے شاید کسی تکنیک نمبر بارہ کا ذکر کیا تھا۔ فوٹوگرافی کے سلسلے میں۔"

"ہاں ۔۔۔ آں ۔۔ ہا"

"یہ تکنیک جرمن جاسوسوں نے پچھلی جنگ میں اختیار کی تھی۔ کسی قسم کے محلول سے انسانی جسموں پر لکھا کرتے تھے اور وہ لکھائی غائب ہو جاتی تھی۔ پھر دوسرے کسی محلول کے ذریعے اسے دوبارہ اجاگر کر کے خاص قسم کے کیمرے سے تصویریں لی جاتی ہیں۔ محلول نمبر ایک کی لکھائی سالہا سال تک انسانی جسم پر موجود رہتی ہے۔ اس وقت تک ضائع نہیں ہوتی تھی جب تک محلول نمبر دو کے ذریعے تصویریں نہیں اتار لی جاتیں۔"

"تمہاری معلومات بہت وسیع ہیں۔"

"میں نے اس سے متعلق جاپک ڈائجسٹ میں ایک مضمون پڑھا تھا۔"

"مجھے تو اب تم سے بھی خوف معلوم ہونے لگا ہے۔"

"ذرا میری طرف دیکھ کر کہنا۔"

"سچ کہتی ہوں۔" وہ زبردستی ہنسی تھی۔

"اچھا۔ اب آؤ چلیں۔ شاید وہ لوگ پہنچنے ہی والے ہوں گے۔"

"کک ۔۔۔ کون ۔۔ ہے؟"

"تمہاری تلاش میں آنے والے۔"

"او ہاں۔" وہ چونک پڑی تھی۔

"اور تمہیں وہاں نہ پا کر ان کا ردعمل دیکھنا ہے مجھے۔ اور تمہیں یہ دکھانا ہے کہ وہ لوگ کس حد تک تم لوگوں کے دوست ہیں۔"

"خدا جانے تم کیا کہہ رہے ہو۔ میری سمجھ میں تو کچھ بھی نہیں آتا۔ کبھی اوّل درجے کے بیوقوف معلوم ہوتے ہو۔ اور کبھی بے حد عقلمند۔ اگر مجھے لکھنا آتا ہوتا تو تم پر ایک کتاب لکھتی۔ اور ۔ اس کا نام رکھتی "معصوم درندہ"۔"

"ایک ہی سانس میں کتنی باتیں کر جاتی ہو۔ چلو میرے ساتھ میں اس وقت خود کو شرلاک ہومز محسوس کر رہا ہوں۔ میرا موڈ چوپٹ نہ کرو۔"

"اب کہاں چلوں؟" وہ کراہی۔

"ایک جگہ چھپ کر دیکھیں گے تمہیں تلاش کرنے والوں کو۔"

وہ باہر نکلے اور مختلف تودوں کی آڑ لیتے ہوئے ایسی جگہ آ پہنچے جہاں سے وہ جگہ صاف نظر آ رہی تھی۔ سونیا نے دونوں مردہ بھیڑیئے بھی دیکھے۔

"کب تک یہاں کھڑے رہیں گے۔" اس نے زچ ہو کر پوچھا۔

"میرے اندازے کے مطابق وہ لوگ اب پہنچنے ہی والے ہوں گے۔"

"سنو۔ یہ ضروری نہیں کہ تمہارا ہر اندازہ درست ہی نکلے۔ ریگبی کو میری بالکل پروا نہ ہو گی سب سے پہلے وہ اس فلم کو ڈیولپ کرنے کے چکر میں پڑ جائے گا۔"

"ہرگز نہیں۔ میری عقل کہتی ہے۔ ٹونی نے یہاں سے جا کر کہا ہو

کہیں ایک جگہ بیہوش پڑا ہوں اور سونیا میری نگرانی کر رہی ہے۔ خود اس نے یہی مناسب سمجھا کر سب سے پہلے ریل ان لوگوں تک پہنچا دے۔"

سونیا نے اُسے آنکھیں پھاڑ کر دیکھا تھا اور بولی تھی "مجھے حیرت ہے کہ تم اتنے تھوڑے سے وقت میں اس کی فطرت سے پوری طرح واقف ہو گئے ہو۔"

"دیکھا کیسی رہی۔" عمران بچگانہ انداز میں ہنس پڑا۔

"ایسی معصومیت سے باتیں کر جاتے ہو جیسے ریکارڈ بج گیا ہو۔"

"اور کیا۔ . . لیکن دنیا میری قدر کبھی نہ کر سکے گی شکل ہی ایسی ہے۔"

"شکل تو بہت پیاری ہے تمہاری۔" وہ اس کے گال میں چٹکی لے کر بولی۔

"نوچ کھسوٹ کی نہیں ہوتی۔" عمران نے سسکی لے کر کہا۔

سونیا ہنس پڑی تھی۔

"بھیڑ کی کھال میں بھیڑیے ہو تم۔"

"پچھلے سال ایک بھیڑ میرے پیچھے پڑ گئی تھی۔ جدھر جاؤ پیچھے پیچھے چلی آ رہی ہے۔ مجبوراً میں نے قصابوں میں اٹھنا بیٹھنا شروع کر دیا۔ پھر تو ایسی غائب ہوئی ہے کہ آج تک نہیں دکھائی دی اور تم مجھے بھیڑیا کہہ رہی ہو۔"

"اوہو۔ وہ دیکھو۔ وہ آ رہے ہیں۔"

سات آدمیوں کی پارٹی دیکھتے ہی دیکھتے مردہ بھیڑیوں کے قریب پہنچ گئی تھی۔ وہ ان کی آوازیں بہ آسانی سن سکتے تھے۔"

"یہی وہ جگہ ہے۔ . . مجھے اچھی طرح یاد ہے۔" ٹونی کی آواز آئی۔

ٹھیک اسی وقت اس کے باپ نے اپنی "اسکی اسٹک" اس کی پشت پر رسید کی تھی اور وہ اوندھے منہ برف پر گر پڑا تھا۔

سونیا کو ہنسی آ گئی۔ لیکن اُس نے خیال رکھا تھا کہ آواز بلند نہ ہونے پائے۔

دوسری طرف اس کا باپ چیخ رہا تھا "حرامزادے تو نے اُسے تنہا چھوڑا ہی کیوں تھا۔" اُس نے دوسری بار اسٹک اٹھائی تھی لیکن ریگی بڑی پھرتی سے ان کے درمیان میں آتا ہوا بولا۔ "اس نے بیحد عقلمندی کا کام کیا تھا۔ بس اندازے کی غلطی ہو گئی تھی کہ وہ کتنی دیر بیہوش رہ سکے گا۔"

"تم اپنی بکواس بند کرو۔" اس کا باپ دہاڑا۔ "اگر سونیا نہ ملی تو میں اسے جان سے مار دوں گا اور ہاں مجھے اب تمہارے معاملات سے کوئی سروکار نہیں۔ سب کچھ جائے جہنم میں۔"

"غصہ تھوک دو میرے دوست۔ اور ٹھنڈے دماغ سے اُسے تلاش کرنے کی کوشش کرو۔"

ٹونی اٹھ گیا تھا لیکن باپ کی اسٹک کی پہنچ سے دور جا کھڑا ہوا تھا۔ شرمندگی نے اس کی زبان ہی بند کر دی تھی۔

"اب مجھے کیا کرنا چاہیے۔" سونیا مضطربانہ انداز میں بولی۔ "پاپا سچ مچ اُسے بہت ماریں گے۔ . . لہولہان کر دیں گے۔"

"اچھا ہے تھوڑی بہت سزا تو ملنی ہی چاہیے اُسے۔ آخر خزانے میں حصہ بھی تو بٹائے گا نا۔"

"بڑے بیدرد ہو تم۔ میں تو جا رہی ہوں۔"

"ٹھہرو . . . عمران . . . اس کا بازو پکڑ کر بولا۔ "یوں . . . نہیں۔ جانا ہی ہے تو بیہوش ہو کر جاؤ . . . تاکہ انہیں میرا پتہ نہ بتا سکو۔"

"تو تم مجھے بیہوش کرو گے۔"

"ہرگز نہیں۔ تم خود ہی بیہوش بن جانا اور ہوش میں آنے کے بعد انہیں بتانا کہ میں نے تمہاری کنپٹی پر ایک زوردار گھونسہ رسید کر دیا اس کے بعد کے حالات کا تمہیں علم نہیں۔"

"ہاں یہ ٹھیک ہے... لیکن تم جاؤ گے کہاں؟"

"میری فکر نہ کرو۔ کسی وقت بھی تم لوگوں سے زیادہ دور نہ رہوں گا۔"

"اچھی بات ہے۔ تو میں ہوئی بیہوش۔"

"یہاں نہیں! دوسری جگہ۔ آؤ میرے ساتھ۔ ایسی جگہ ہونی چاہیے کہ تمہیں زیادہ دیر تک برف پر پڑا نہ رہنا پڑے۔ جلد ہی ان کی نظر تم پر پڑ جائے۔"

"ذرا ذرا سی بات کا خیال رکھتے ہو۔" اس نے پھر اُس کے گال میں چٹکی لی۔

"اب میں چیخ پڑوں گا۔ ہاں۔"

ایک مناسب جگہ پر وہ بیہوش ہو گئی تھی۔ اور عمران کسی طرف کھسک گیا تھا۔

"ارے... اُدھر دیکھو۔" دفعتہً اس نے کسی کی آواز سنی اور پھر سب اس کے قریب آ پہنچے تھے۔

"دیکھو! کہیں چوٹ تو نہیں آئی۔" یہ اس کے باپ کی آواز آئی اور پھر وہ اُسے اٹھانے ہی والے تھے کہ اس نے کراہ کر کروٹ لی۔

"سونی... سونی۔"! باپ مضطربانہ انداز میں اُس پر جھک پڑا۔

"آوازیں نہ دو... خاموشی سے ہوش میں آنے دو۔" رگبی بولا۔

پھر کچھ دیر بعد وہ اٹھ بیٹھی اور حیران حیران آنکھوں سے چاروں طرف دیکھنے لگی تھی۔

رگبی نے فوراً ہی عمران سے متعلق پوچھ گچھ شروع کر دی۔ گورشیو اسے قہر آلود نظروں سے گھور کر رہ گیا۔ کچھ بولا نہیں۔

"ہوش میں آتے ہی اس نے اپنی چیزوں کا جائزہ لیا تھا۔" سونیا بولی ——— "اور مجھ سے کہا تھا کہ اس کی کوئی چیز غائب ہو گئی ہے مجبوراً مجھے ٹونی کا نام لینا پڑا کہ وہ بھی یہاں موجود تھا بس اس نے اٹھ کر میری بائیں کنپٹی پر ایک ہاتھ رسید کر دیا۔ پھر میں نہیں جانتی کہ اس کے بعد کیا ہوا تھا۔"

"تمہیں ٹونی کا نام نہیں لینا چاہیے تھا۔" رگبی نے غصیلی آواز میں کہا اور گورشیو بول پڑا۔ "اے! تم اس سے اس لہجے میں گفتگو نہ کرو۔"

"خاموش رہو۔!" رگبی غرایا۔ اس کے تیور بہت خراب تھے۔ لیکن پھر اس نے بات نہیں بڑھائی تھی۔ واپسی خاموشی ہی سے ہوئی تھی۔ ہوٹل پہنچ کر رگبی نے ٹونی سے کہا تھا۔ "مجھے اپنے ڈارک روم میں لے چلو۔"

"چلو۔!"

"تم یہیں ٹھہرو۔" سونیا جلدی سے بول پڑی۔

"مگ... کیوں۔؟" ٹونی ہکلایا۔

"تم سے ضروری باتیں کرنی ہیں مسٹر رگبی جانتے ہیں کہ ڈارک روم کہاں ہے۔"

"ہاں ہاں ٹھیک ہے۔ تمہاری ضرورت نہیں۔" رگبی کہتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

"میں آرام کرنا چاہتی ہوں۔" سونیا نے گورشیو کی طرف دیکھ کر کہا۔

"ہاں تم اپنے کمرے میں جاؤ۔"

سونیا نے ٹونی کو بھی ساتھ ہی چلنے کا اشارہ کیا تھا اور کمرے میں پہنچ کر اسے خونخوار نظروں سے گھورنا شروع کر دیا تھا۔

"تم اس طرح کیوں دیکھ رہی ہو؟" ٹونی نے بھرائی ہوئی آواز میں پوچھا۔

"تم سے جو حماقت سرزد ہوئی تھی۔ اب اس کا نتیجہ بھگتنے کے لئے تیار رہو۔"

"میں ان کا اعتماد حاصل کرنا چاہتا تھا۔"

"ٹھیک ہے۔ اب تم دیکھو گے۔ چلو پاپا کے کمرے میں چلو۔ اب وہ بہت زیادہ خطرے میں ہیں۔"

"وہ ڈائننگ ہال میں ہیں۔"

"ابھی جو کچھ بھی ہو گا وہیں ہو گا۔"

"کیا ہو گا؟"

"رگبی ڈارک روم میں ہے نا۔ ۔ ۔"

"ہاں۔ ۔ ۔ تو پھر۔۔۔؟"

"جب وہاں سے برآمد ہو گا تو۔ ۔ ۔"

وہ جملہ پورا نہیں کر سکی تھی۔ ۔ ۔ کوئی دروازے کو دھکا دے کر اندر گھس آیا تھا۔

"یہ کیا بیہودگی ہے۔" ٹونی اچھل پڑا۔ اس طرح آنے والا رگبی کے ساتھیوں میں سے تھا۔

"چلو۔ باس نے تم دونوں کو طلب کیا ہے۔"

"وہ تمہارا باس ہو گا۔ ہمارا نہیں ہے۔ تم فوراً کمرے سے نکل جاؤ اور

اجازت لے کر دوبارہ اندر آؤ۔"

"چلو۔۔۔!" وہ اپنے بغلی ہولسٹر کو تھپکی دے کر غرایا۔

"کہاں چلیں؟" سونیا جھنجھلا کر بولی۔

"اپنے پاپا کے کمرے میں۔"

"چلو۔۔۔!" سونیا نے ٹونی کی طرف دیکھ کر کہا۔

باپ کے کمرے میں رگبی اپنے ساتھیوں سمیت موجود تھا اور باپ کے چہرے پر شدید ترین الجھن کے آثار تھے۔ اس نے ان دونوں کو مضطربانہ انداز میں دیکھا لیکن کچھ بولا نہیں۔ رگبی ٹونی کو گھورے جا رہا تھا۔

"یہ تم لوگ میرے ساتھ کس قسم کا کھیل کھیل رہے ہو۔" اس نے بالآخر کہا

"کیسا کھیل؟" ٹونی کے لہجے میں حیرت تھی۔

"وہ ریل کیسی تھی؟"

"کیا مطلب؟ کیا وہ بھی جعلی تھی؟"

"نہیں! اصلی تو وہی ریل مجھے یقین ہے۔ لیکن جس طرح ضائع ہو گئی۔ اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔"

"میں نہیں سمجھا۔ ۔ ۔ تم کیا کہنا چاہتے ہو۔"

"جیسے ہی سلیوشن میں ڈالا بھک سے شعلہ بن کر ضائع ہو گئی۔"

"ناممکن۔۔۔!" دفعتاً گورشیو پیر پٹخ کر دہاڑا۔ "اس طرح تم مجھے الگ کر دینا چاہتے ہو۔"

"ہوش کے ناخن لو گورشیو۔"

"میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔ ریل پر قبضہ کر لینے کے بعد تمہاری نیت میں فتور آ گیا ہے۔"

رگبی اسے خونخوار نظروں سے گھور کر رہ گیا۔ اس کے چاروں ساتھیوں کے تیور بھی اچھے نہیں تھے۔ تھوڑی دیر بعد اس نے کہا "اس طرح تو میں بھی کہہ سکتا ہوں کہ تم نے بھی اس اجنبی کی مدد سے ریل پر قبضہ کر لیا ہے اور ہمیں کاٹ دینا چاہتے ہو۔ ضائع ہونے والی ریل وہ نہیں تھی جو میرے کیمرے سے چرائی گئی تھی۔"

گورشیو تھوک نگل کر رہ گیا۔ لاجواب ہو گیا تھا۔ سونیا پسپائی کا یہ انداز محسوس کر کے تڑ سے بولی۔ "تم سب جاؤ جہنم میں۔ نکل جاؤ ہمارے ہوٹل سے۔ ہم نہیں جانتے کہ تم کون ہو۔ اور اگر تم نے جھگڑا کرنے کی کوشش کی تو پولیس تم سے نپٹ لے گی۔"

"ٹھیک ہے!" رگبی بُرا سا منہ بنا کر بولا۔ "ہم چلے جائیں گے لیکن تم لوگ اسی وقت تک محفوظ ہو جب تک ہم یہاں ہیں۔ یہ مت بھولو کہ کچھ دشمن باہر بھی تاک میں ہیں۔ تم تینوں تو چیونٹیوں کی طرح مسل کر رکھ دیئے جاؤ گے۔"

سونیا کے ذہن کو جھٹکا سا لگا تھا۔ بات تو ٹھیک ہی تھی۔ وہ چلے جاتے تو وہ سر پر سوار ہو جاتے جنھوں نے اس کے باپ کو گھیرا تھا۔

"حالات خراب کرنے سے کیا فائدہ مسٹر رگبی۔" دفعتاً وہ سنبھالا لے کر نرم لہجے میں بولی۔ "اگر ہم اسی طرح ایک دوسرے پر شبہ کرتے رہے تو دونوں ہی مارے جائیں گے۔"

"اب تم نے عقلمندی کی بات کی ہے۔" رگبی مسکرایا۔

"مجھے تسلیم ہے کہ ہم دھوکہ بھی کھا سکتے ہیں۔ ہو سکتا ہے اس وقت وہ ہمیں اسی لئے اس جال میں لا ہو کہ ہم پھر ایک غلط ریل حاصل کر کے بیوقوف بن جائیں۔"

"واقعی تم ان دونوں سے زیادہ عقلمند ہو۔ لہٰذا اب یہ بھی بتا دو کہ وہ کہاں چھپا ہوا ہے۔"

"میں نہیں جانتی۔" وہ اُسے گھورتی ہوئی بولی۔

"لڑکی تم مجھے بیوقوف نہیں بنا سکتیں۔"

"مسٹر رگبی۔۔!" سونیا کے لہجے میں احتجاج تھا۔

"تمہاری بیہوشی محض ڈرامہ تھا۔ تم اس سے مِل بیٹھی تھیں۔ بتاؤ وہ کہاں چھپا ہوا ہے۔"

"یہ بکواس ہے۔"

"اچھا تو تم لوگ شروع کر دو اپنا کام۔" رگبی نے اپنے ساتھیوں کو مخاطب کیا۔ وہ چاروں اُس کے باپ اور بھائی پر ٹوٹ پڑے۔ انہیں پچھاڑا اور اُن کے سینوں پر سوار ہو کر چاقو کھولنے لگے۔

"دونوں کی گردنیں کاٹ دی جائیں گی۔" رگبی سونیا کو گھورتا ہوا غرایا۔

"ن۔۔ نہیں۔۔!" وہ روہانسی ہو کر چیخی۔

"ٹھہرو۔۔!" دفعتہً بائیں جانب سے غراہٹ سنائی دی۔ وہ سب بوکھلا کر اُدھر متوجہ ہو گئے۔ ایک الماری کا دروازہ کھلا تھا اور ایک خوفناک شکل والا آدمی اُس میں سے برآمد ہو کر اُن کے سامنے کھڑا ہو گیا تھا۔ اس کے ہاتھ میں دبے ہوئے ریوالور کا رُخ رگبی کی کھوپڑی کی طرف تھا۔

"اِن دونوں کو چھوڑ کر ہٹ جاؤ اور اپنے چاقو فرش پر ڈال دو۔" اس نے خونخوار لہجے میں کہا۔

سونیا نے اُسے پہچان لیا تھا۔ یہ وہی شکاری تھا جس نے اسکی آگ کے دوران میں نامعلوم آدمیوں کے خلاف ان کی مدد کی تھی۔

رگبی کے ساتھیوں نے بے چوں وچرا اس کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے چاقو فرش پر ڈال دیئے۔

"اب تم ان سبھوں کے ہاتھ پشت پر باندھ دو۔" شکاری نے ٹونی سے کہا۔

"نہیں۔۔۔ نہیں۔۔۔!" گورشیو جلدی سے بولا۔ "میں نہیں جانتا کہ تم کون ہو میرے دوستوں کے ساتھ بُرا برتاؤ مت کرو۔"

"گورشیو! تم بکواس کر رہے ہو۔" رگبی بولا۔ "اگر تم اسے نہیں جانتے تو پھر اس کمرے میں اس کا کیا کام۔"

"میں ہر جگہ پہنچ سکتا ہوں۔" شکاری نے سرد لہجے میں کہا۔ "ملک الموت نام ہے۔ ٹونی میں نے تم سے کہا تھا کہ پانچوں کے ہاتھ پشت پر باندھ دو۔"

"نہیں ٹونی۔۔۔ یہ ناممکن ہے۔" گورشیو پھر بولا۔

"لڑکی۔۔۔!" شکاری نے سونیا سے کہا۔ "بوڑھے کو یہاں سے لے جاؤ۔ ورنہ پہلے اسے ہی گولی مار دوں گا۔"

"پاپا۔۔۔ باہر چلو۔" سونیا اُسے دروازے کی طرف دھکیلتی ہوئی بولی۔

"دو۔۔۔ دیکھو۔۔۔!"

"چلو ورنہ میں اپنے کپڑے چیر پھاڑ کر باہر نکل جاؤں گی۔"

وہ گورشیو کو کمرے سے نکال لائی۔

"یہ تم کیا کر رہی ہو۔ پتا نہیں وہ کون ہے۔" گورشیو مُردہ سی آواز میں بولا۔

"دوست ہی ہے۔ تم فکر نہ کرو۔ چلو میرے کمرے میں۔"

"خداوندا کس مصیبت میں پڑ گیا ہوں۔"

"خزانے آسانی سے نہیں مل جاتے۔ میں نے ان کے بارے میں کئی ناول پڑھے ہیں۔"

وہ اُسے اپنے کمرے میں لائی تھی اور آرام کرسی پر بٹھاتی ہوئی بولی تھی۔ "تم اب بالکل بے فکر ہو جاؤ۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔"

"ٹونی۔۔۔ اُن میں تنہا رہ گیا ہے۔ مجھے جانے دو۔"

"الماری سے برآمد ہونے والا سب کو سنبھال لے گا۔"

"آخر وہ ہے کون؟"

"میں نہیں جانتی۔ لیکن کچھ دیر پہلے بھی وہ ہماری جانیں بچا چکا ہے کیا ٹونی نے تمہیں اس سے متعلق کچھ نہیں بتایا۔"

"نہیں۔۔۔!"

سونیا نے اُسے خوفناک شکل والے شکاری کی کہانی سناتے ہوئے کہا۔ "وہ کوئی بھی ہو۔ ہمارا ہمدرد ہے۔"

"آج کل ہمارے ہمدردوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ عمران ہی جیسا ہمدرد ہوگا۔"

سونیا کچھ نہ بولی۔ اُسے یقین تھا کہ کچھ نہ کچھ ہو کر رہے گا۔ اُسے حیرت تھی کہ عمران ہوٹل میں کب اور کس طرح داخل ہوا۔ شاید کسی نے بھی اُسے نہیں دیکھا تھا۔ دیکھتا تو خاصا ہنگامہ برپا ہو جاتا کیونکہ رگبی اور اس کے ساتھی دوسرے مسافروں سے بہت زیادہ پوچھ گچھ کر چکے تھے اور جنہوں نے عمران کو دیکھا بھی نہیں تھا انہیں بھی اس کا حلیہ ازبر ہو گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد کسی نے دروازے پر دستک دی۔

"آ جاؤ۔۔۔!" سونیا نے اونچی آواز میں کہا اور دوسرے ہی لمحے میں ٹوفی دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ اُس کے چہرے سے خوشی پھوٹی پڑ رہی تھی۔

"ارے۔۔۔ وہ تو عمران ہی ہے۔ ان کے درمیان سمجھوتہ ہو گیا ہے۔" اس نے کہا۔

"کیا مطلب ہے؟" سونیا بوکھلا کر کھڑی ہو گئی۔

"اب وہ بھی ہم میں شامل ہو گیا ہے۔ مسٹر رگبی کو اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ اس کے ساتھی بھی خوش ہیں اور عمران کے بھیس بدلنے کی صلاحیت کے معترف ہو گئے ہیں۔"

"یہ عمران آخر ہے کیا بلا۔" گورشیو جھنجھلا کر بولا۔

"اب اُس نے اپنے بارے میں سچی بات بتا دی۔ وہ اسٹیج کا اداکار ہے۔"

"لیکن ہم سے کیا سروکار۔"

"وہ بھی خزانے میں حصہ بٹانا چاہتا ہے۔"

"یہ ناممکن ہے۔" گورشیو پیر پٹخ کر بولا۔

"تمہارے کہنے سے کیا ہوتا ہے۔۔۔ رگبی اسے تسلیم کر چکا ہے۔"

"میں یہ ہرگز نہیں ہونے دوں گا۔" گورشیو اٹھتا ہوا بولا۔ "وہ کہاں ہے؟"

"تمہارے ہی کمرے میں۔"

"میں عمران کو پولیس کے حوالے کر دوں گا۔"

"تم ایسا ہرگز نہیں کر سکتے پاپا۔" سونیا کسی قدر دُرشت لہجے میں بولی۔

"بکواس مت کرو لڑکی ورنہ زبان کھینچ لوں گا۔" گورشیو دہاڑا۔

ٹوفی نے آنکھ مار کر سونیا کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا تھا۔

گورشیو دندناتا ہوا کمرے سے نکل گیا۔

"لیکن یہ ہوا کیسے۔" سونیا نے آہستہ سے پوچھا۔

"مجھے جرمن نہیں آتی۔ اُن کے درمیان جرمن میں گفتگو ہوئی تھی اور رگبی بیحد خوش نظر آنے لگا تھا۔"

"خدا جانے کیا ہو رہا ہے۔ میرا تو سر چکرانے لگا ہے۔"

"مجھے ڈر ہے کہ کہیں پاپا پھر گڑبڑ نہ کر دیں۔"

"تم بہت بیتاب ہو خزانے کے لئے۔"

"کون نہیں ہوتا مفت کی دولت کے لئے۔"

"یہ تمہیں مفت کی دولت لگ رہی ہے۔ اتنی پریشانیاں اٹھانے کے باوجود بھی۔"

"مفت ہی کی سمجھو۔ کل تک میں اس کے وجود سے بھی آگاہ نہیں تھا۔"

"تباہی آنے والی ہے ہم پر۔"

دفعتاً گورشیو پھر کمرے میں داخل ہوا۔

"وہاں تو نہیں ہیں۔" اُس نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"تو پھر ڈائننگ ہال میں ہوں گے۔"

"ہوٹل ہی میں نہیں ہیں۔"

ٹوفی دم بخود رہ گیا۔ سونیا حیرت سے اُسے دیکھے جا رہی تھی گورشیو بڑبڑانے لگا۔ "شاید وہ مجھے نظر انداز کر دینا چاہتے ہیں۔"

"خدا کرے ایسا ہی ہو۔" سونیا تڑسے بولی۔

”سچ مچ تھپڑ مار دوں گا۔“

ٹونی ان کے درمیان آتا ہوا بولا۔ ”فضول ہے۔ بات بڑھانے سے کیا فائدہ۔“

”سوال تو یہ ہے کہ وہ گئے کہاں۔“

”جہنم میں۔“ سونیا غرائی۔ ”عمران انہیں جہنم رسید کر دے گا۔“

دفعتہً کسی نے دروازہ کو دھکا دیا اور وہ چونک پڑے۔ عمران سامنے کھڑا نظر آیا۔

”اب اگر تم تینوں زندہ رہنا چاہتے ہو تو میرے ساتھ نکل چلو۔“

”کک۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔!“ سونیا ہکلائی۔

”تفصیل میں جانے کا وقت نہیں ہے۔ ہوٹل کسی بہتر ملازم کے حوالے کرو اور میرے ساتھ نکل چلو۔“

”تم پاگل ہو گئے ہو۔“ گورشیو دہاڑا۔

”تم تو چلو میرے ساتھ۔“ عمران نے سونیا سے کہا۔ ”انہیں مرنے دو۔“

”ہاں میں چلوں گی۔“ سونیا آگے بڑھتی ہوئی بولی۔

”یہ کیا کر رہی ہو۔“

”مجھے کوئی نہیں روک سکتا۔ اپنی مرضی کی مالک ہوں۔“

”اسکی انگ کا سامان ساتھ لے چلو۔“

”سونیا۔۔۔!“ باپ دہاڑا۔ ”ٹونی اسے روکو۔“

”میں بھی ان کے ساتھ جا رہا ہوں۔“ ٹونی بولا۔

”جاؤ۔۔۔ جاؤ۔۔۔ سب جاؤ جہنم میں۔“ وہ دہاڑتا ہوا آگے بڑھا ہی تھا کہ عمران کا ہاتھ اس کی داہنی کنپٹی پر پڑا اور وہ لڑکھڑاتا ہوا ڈھیر

ہو گیا۔

”ارے ارے۔۔۔!“ دونوں کی زبانوں سے بیک وقت نکلا تھا۔

”بس خاموش۔“ عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ ”چلو نکلو عقبی دروازے سے ہوٹل کو کوئی اٹھا نہ لے جائے گا۔ تینوں کے لئے ”اسکی انگ“ کا سامان۔“

پھر اس نے جھک کر بیہوش گورشیو کو اٹھایا تھا اور کاندھے پر ڈال لیا تھا۔ ہوٹل کا عقبی حصہ ویران تھا۔ اسٹور سے ”اسکی انگ“ کا اور دوسرا ضروری سامان نکال کر ایک سلیج پر بار کر دیا گیا۔ بیہوش گورشیو کو بھی سلیج ہی پر ڈال دیا گیا۔ پھر ان تینوں نے ”اسکی انگ“ اسٹکیں سنبھالی تھیں اور خود ہی سلیج میں جت گئے تھے۔ عمران اس قافلے کو سیدھا اسی غار کی طرف لے گیا تھا۔ لیکن وہ دم سادھے سلیج پر پڑا ہی رہا تھا۔

غار میں داخل ہوتے وقت اس کے ہونٹ سختی سے بھینچے ہوئے تھے۔ عمران نے اندر پہنچ کر کئی موم بتیاں روشن کر دیں۔ پھر گورشیو کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور بڑے ادب سے بولا۔ ”پاپا گورشیو! میں اپنی جسارت پر معافی کا خواستگار ہوں لیکن یہ بیحد ضروری تھا اور ابھی میرے دلائل تمہیں مطمئن کر دیں گے۔“

”خاموش رہو۔ میں کچھ نہیں سننا چاہتا۔ تم نے میرے بچوں کو بھی مجھ سے برگشتہ کر دیا ہے خبیث آدمی۔“

”میں گالیاں بھی برداشت کر لوں گا۔ لیکن میرے دلائل۔۔۔“

اس پر ”دلائل“ کو بھی ایک گندی سی گالی دی گئی تھی اور ٹونی منہ پھیر کر بے آواز ہنسنے لگا تھا۔ سونیا نے اسے گھور کر دیکھا لیکن کچھ بولی نہیں۔

”اگر کل میں نہ ہوتا تو تم کل ہی ختم کر دیئے گئے ہوتے۔“ عمران نے

ہاتھ ہلا کر کہا۔ سب خاموش رہے عمران بولا ”آخر وہ تمہیں دشمنوں کے حوالے کر کے خود بھاگ کیوں گیا تھا۔ آخر اس نے اعتراف کر ہی لیا تاکہ دونوں پیاج بھی اسی کے ساتھی تھے۔ پاپا گورشیو۔ فلم ڈیولپ کر لینے کے بعد تو وہ تمہیں کسی طرح بھی زندہ نہ چھوڑتا۔ وہ تمہیں اسی لئے چھوڑ بھاگا تھا کہ تم دوسروں کے ہاتھوں ٹھکانے لگا دیئے جاؤ۔“

”کک۔۔۔ کیوں؟“

”اس لئے کہ وہ تمہاری پشت سے نقشے حاصل کر چکا تھا اور مجھے سو فیصد یقین ہے کہ تم نے ابی سینیا کے محاذ پر وہ خزانہ اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا تھا۔“

”یہ درست ہے۔“

”تم نے صرف اس کی کہانی سنی تھی۔ وہ بھی ابی سینیا میں نہیں بلکہ اٹلی واپس آکر سنی ہوگی۔“ گورشیو کچھ نہ بولا۔

”بس اب مجھے کہانی سنا دو۔ ویسے اس پر یقین ہے کہ وہ آرٹسٹ دوست تمہارے ساتھ محاذ ہی پر رہا ہوگا۔“

”ہاں ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔“ گورشیو کی دلچسپی بڑھنے لگی تھی۔

”اب مجھے بتلاؤ کہ خزانے والی کہانی تم نے کب سنی تھی۔“

”اسی رات کو جب آرٹسٹ نے میری پشت پر نقشے بنائے تھے۔“

عمران نے مسکرا کر ٹونی اور سونیا کی طرف دیکھا۔ وہ دم بخود کھڑے تھے۔

گورشیو کہتا رہا۔ ”پھر اس نے مجھ سے کہا تھا کہ کسی موقع پر کورٹینا ڈی ایمپیزو کے کسی بڑے اخبار میں کسی کی طرف سے اشتہار شائع ہوگا جس کا مضمون یہ ہوگا کہ اگر یہاں کا کوئی باشندہ پیکنگ نمبر بارہ کے متعلق کچھ جانتا ہو تو مجھ سے

ملے۔ فائدے میں رہے گا۔ بس تم مشتہر کے پتے پر پہنچ کر اس سے مل لینا واقعی فائدے میں رہو گے۔“

”اور جب تم مشتہر کے پتے پر پہنچے تو ریگی سے ملاقات ہوئی۔“

”یہی بات ہے۔“

”خوش قسمت ہو کہ اس وقت یہاں بیٹھے ہو اور اسی لئے اب تک زندہ ہو کہ ریل میں نے پار کر دی تھی۔“

”اب میں کچھ کچھ سمجھ رہا ہوں۔“ گورشیو بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

”پہلے ہی سمجھ جاتے اگر سونیا کو اصل واقعات کا علم ہوتا۔ میری ہی طرح وہ بھی جاسوسی ناولوں کی رسیا ہے۔“

”سچ سچ بتاؤ۔ تم کون ہو لڑکے۔“

”آسٹریا کا ایک اسٹیج آرٹسٹ اور جاسوسی ناولوں کا شائق بیک اپ کا ماہر بھی سمجھ لو۔ اب ہم دیکھیں گے کہ ان نقشوں کی اصلیت کیا ہے۔“

”کس طرح دیکھو گے۔ ریل تو ضائع ہو گئی۔“

”پوزیٹیو کے انلارجمنٹ میرے پاس موجود ہیں۔ پرنٹ بنا کر میں نے ریل بالکل صاف کر دی تھی اور اس پر ایک ایسا مادہ لگا دیا تھا کہ سلیوشن میں پڑتے ہی بھک سے جل اٹھے۔“

”کمال کے آدمی ہو بھئی۔۔۔ لیکن صورت سے بالکل احمق لگتے ہو۔!“

”مقدر ہے۔“ عمران سانس لے کر بولا۔ ”اسی لئے ابھی تک شادی نہیں ہو سکی۔“

”دل چھوٹا مت کرو۔“ سونیا ہنس پڑی۔

”کون پوچھے گا مجھے۔“

وہ خاموشی سے دوسری طرف دیکھنے لگی تھی اور ٹونی پُرمعنی انداز میں مسکرایا تھا۔

"لیکن اب کیا ہوگا؟" گورشیو بولا۔

"نقشہ مرتب کر کے تمہارے سامنے رکھ دوں گا۔ دراصل تصویریں ٹکڑوں میں لی گئی ہیں نقشہ ایک ہی ہے۔ میرا خیال ہے کہ تم ہی ان ٹکڑوں کو اس طرح ترتیب دے سکو گے کہ نقشہ مکمل ہو جائے۔"

"لاؤ نکالو۔" وہ مضطربانہ انداز میں بولا۔

"جلدی نہیں ہے۔ ابھی آرام کرو۔ میں ذرا کافی کے لئے پانی اُبال لوں۔"

"مجھے بتاؤ۔۔۔ میں کروں گی یہ کام۔۔۔ اسٹوو کہاں ہے؟"

"وہاں۔ اُدھر! اس گوشے میں سب کچھ موجود ہے۔" عمران نے ایک طرف ہاتھ اٹھا کر کہا۔

"تم بھی بیٹھ جاؤ۔ کھڑے کیوں ہو؟" گورشیو نے عمران سے کہا۔ "اور مجھے بتاؤ کہ وہ پانچوں کہاں گئے۔"

"وہیں ایک کمرے میں بیہوش پڑے ہوں گے۔ میں نے ریگی کو یقین دلا دیا تھا کہ میں آسٹریا کا باشندہ ہوں اور اصل ریل ٹونی کے قبضے میں ہے۔ اس نے ریل مجھ سے حاصل کر کے اس کی جگہ پتا نہیں کیا چیز اس حد تک پہنچا دی جو اس طرح ضائع ہو گئی۔"

"ہوش آنے پر وہ ہوٹل کو تباہ کر دیں گے۔" گورشیو کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا۔

"فکر نہ کرو۔ میں ابھی واپس جاؤں گا۔ اور اُن کے قریب رہ کر ہوٹل کی حفاظت کروں گا۔"

"اوہو۔ تو کیا ہم یہاں تنہا رہ جائیں گے؟" ٹونی بولا۔

"زیادہ دیر کے لئے نہیں۔ ان پر بہر حال نظر رکھنی ہے نہ صرف اُن پر بلکہ ان کے مخالفین پر بھی۔ اب تو ہم سمیت تین پارٹیاں ہو گئی ہیں۔"

کافی پی کر عمران چلا گیا تھا اور گورشیو نے سونیا سے کہا تھا "کیا یہ جگہ محفوظ ہے؟"

"قطعی محفوظ ہے۔ باہر سے غار کا دہانہ دکھائی نہیں دیتا۔ ہم سلیج بھی اندر لے آئے ہیں اور باہر سے وہ سارے نشانات مٹا دیئے ہیں جن کے ذریعے ہم تک رسائی ہو سکتی۔"

"بہت چالاک آدمی معلوم ہوتا ہے۔ لیکن آخر ہمارے لئے اتنا کچھ کیوں کر رہا ہے؟"

"ہمارے لئے نہیں خزانے کے لئے۔" ٹونی بولا۔

"پتہ نہیں حقیقتاً کون ہے۔"

"نہ یہ اس پارٹی کا معلوم ہوتا ہے جس کے تین آدمی مار کر برف میں دفن کر دیئے تھے۔ اور نہ ریگی ہی کی پارٹی کا ہو سکتا ہے۔" ٹونی نے کہا۔

"جب وہ تمہارے ساتھ پاپا کی تلاش میں گیا تھا تو اسے خزانے وغیرہ کا علم نہیں تھا۔" سونیا بُرا سا منہ بنا کر بولی۔

(پ)

تین چار گھنٹے بعد اس کی واپسی ہوئی تھی اور وہ بہت خوش نظر آ رہا تھا۔ کھانے پینے کا کچھ سامان بھی ساتھ لایا تھا۔

"کیوں کیا رہی۔؟" گورشیو نے اُسے غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"بڑی بدحواسی کے عالم میں ہوٹل سے جا گئے ہیں۔ خوفزدہ نظر آتے تھے۔ ہوش آنے پر ہم لوگوں کے بارے میں پوچھ گچھ کی تھی اور پھر سامان سمیٹ کر فرار ہو گئے تھے۔"

"اب کہاں ہیں؟"

"ولاشا تو ہیں۔ رگبی اور اس کے ساتھی تعداد میں نو عدد ہیں اور ــ مخالفین گیارہ عدد۔"

"گویا بیس عدد دشمنوں سے سابقہ ہے۔" سونیا طویل سانس لے کر بولی۔

"بیس ہزار بھی ہوں تو کیا فرق پڑتا ہے۔" عمران نے لاپروائی سے کہا۔

"میں اس نقشے کے لئے بے چین ہوں میرے دوست۔" گورشیو مضطربانہ انداز میں بولا۔

"یہ لو۔۔!" عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک لفافہ نکال کر اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ "ایک موم بتی اٹھالو اور اُس گوشے کی طرف چلے جاؤ۔"

"اچھا۔۔۔ اچھا۔۔!"

سونیا عمران کے قریب آ کھڑی ہوئی تھی۔ بظاہر اس کے وجود کو تو عمران نے اس طرح فراموش کر دیا تھا جیسے کبھی کی جان پہچان ہی نہ ہو۔

"تم کہاں ہو آخر۔۔؟"

"مم۔۔۔ میں۔۔۔!" عمران چونک کر بولا۔ "مجھے خود بھی نہیں معلوم۔"

"مجھے خزانہ نہیں چاہیئے۔ اس قصے کو یہیں ختم کر دو۔"

"اب تو مشکل ہے کہانی بہت آگے بڑھ چکی ہے۔"

"میں پاپا کو مجبور کروں گی۔"

"کہانی ختم کئے بغیر تمہارے پاپا کی زندگی کی ضمانت نہیں دی جا سکے گی۔"

"میں کہتی ہوں پاپا بھی خزانے سے دستبردار ہو جائیں گے۔"

"اگر سچ مچ کوئی خزانہ ہوا تو۔۔!"

"پھر کیا ہو سکتا ہے؟"

"خدا جانے۔۔ میں غیب داں نہیں ہوں۔ لیکن عقل یہی کہتی ہے کہ وہ خزانے سے بھی بڑا کوئی چکر ہے۔"

دفعتاً سونیا چونک کر بولی۔ "ارے وہ تو اُن تصاویر کو جلائے دے رہے ہیں وہ دیکھو۔۔!"

سچ مچ گورشیو اُن تصاویر کو ایک ایک کر کے موم بتی کی لو سے لگا رہا تھا۔ عمران نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دی، لیکن سونیا تیزی سے اپنے باپ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ ڈرنی بھی جھپٹا تھا۔ لیکن عمران نے اپنی جگہ سے جنبش تک نہ کی۔

"یہ کیا کر رہے ہو پاپا۔" وہ گورشیو کا شانہ ہلا کر بولی۔

"وہی جو ایسے حالات میں کرنا چاہیئے۔"

"ارے اِن تصویروں ہی کی وجہ سے تو یہ دربدری ہوئی ہے۔"

"تم نہیں سمجھ سکتیں۔ میں نے بہت اچھا کیا ہے۔ کیوں عمران تمہاری کیا رائے ہے۔ میں نے نقشے ہی کو ضائع کر دیا۔"

"لیکن تم اس دوران میں سادہ کاغذ پر کچھ لکھتے بھی تو رہے ہو۔" عمران بولا۔

"آنکھیں کھلی رکھتے ہو۔" اُس نے مسکرا کر کہا۔ چند لمحے خاموش رہ کر کچھ سوچتا رہا پھر بولا۔ "اس نقشے کے سلسلے میں کچھ یادداشتیں تحریر

کی ہیں اور بس پورا نقشہ میرے ذہن میں محفوظ ہو گیا ہے۔ اب میں وہاں تک بہ آسانی پہنچ سکتا ہوں۔"

"اور اگر کچھ بھول گئے تو؟" ٹونی نے غصیلے انداز میں سوال کیا۔

"نہیں بھول سکتا۔"

"تم واقعی احمق معلوم ہوتے ہو۔" ٹونی نے عمران کو گھونسہ دکھا کر کہا۔ "تم نے اتنی محنت سے حاصل کیا ہوا نقشہ اپنی آنکھوں کے سامنے ضائع کرا دیا۔"

"دیکھو ٹونی بیٹے۔" عمران آہستہ سے بولا۔ "مجھے خزانے یا نقشے سے کوئی دلچسپی نہیں۔ میں تو صرف تم لوگوں کی جانیں بچانا چاہتا تھا۔"

"کیوں نہ ہم ابھی روانہ ہو جائیں۔" گورشیو اٹھتا ہوا بولا۔

"نہیں! اس وقت نہیں اب رات ہونے والی ہے۔ کھانا کھاؤ۔ کافی پیو اور آرام سے سو جاؤ۔"

ٹونی عمران کے قریب پہنچ کر بولا۔ "میرا دل چاہتا ہے کہ تمہیں پیٹ ڈالوں۔ تم نے آخر وہ نقشہ مجھے کیوں نہیں دیا تھا۔ ہو سکتا ہے پاپا ارادہ ملتوی کر دیں۔"

"ارادہ ملتوی کر دینے سے بھی جان نہیں بچے گی۔"

"کیا مطلب ہے؟"

"دونوں پارٹیاں ہمیں تلاش کرتی پھر رہی ہوں گی۔ اُن سے ٹکرائے بغیر جان نہیں بچے گی۔"

"تب تو تم نے واقعی پٹنے ہی والا کام کیا ہے۔ وہ بیس عدد ہیں۔"

"بس اب تم میرا دماغ خراب نہ کرو۔"

"اے عمران۔۔۔!" دفعتاً سونیا نے آواز دی۔ "تم اِدھر آکر کھانا تیار کرنے میں میری مدد کرو۔"

"ٹھیک ہے۔ تم میرے حلق میں کفگیر اتار دینا اچھا۔"

"نہیں! ایسی کوئی بات نہیں۔ صرف مجھے ہی تم سے کوئی شکایت نہیں۔"

"شکر ہے خدا کا۔۔۔ اس برفستان میں ایک ہی ہمدرد تو ملا۔"

"اس کی ہمدردی تو تمہیں جہنم رسید ہی کر دے گی۔" ٹونی آہستہ سے بولا۔ عمران اُسے بڑبڑاتا چھوڑ کر سونیا کی طرف بڑھ گیا تھا۔

"بیٹھ جاؤ۔۔!" وہ آہستہ سے بولی۔ "کیا یہ حماقت نہیں تھی تمہیں نہیں کہہ رہی۔ منہ نہ بناؤ۔۔۔ پاپا کی بات کر رہی ہوں۔ محض یادداشت کے سہارے کام نہیں چلا کرتا۔"

"تم سے بھی یہی کہوں گا کہ مجھے نقشے یا خزانے سے کوئی دلچسپی نہیں۔ قصہ تمہارے باپ کی جان بچانے سے شروع ہوا تھا۔"

"لیکن تمہارا یہ خیال بھی وزن رکھتا ہے کہ اب ہم بھی محفوظ نہیں ہیں۔"

"ہاں! جب تک وہ دونوں پارٹیاں یہاں موجود ہیں ہم محفوظ نہیں ہیں۔"

"وہ پارٹیاں؟ بھلا ان کا کوئی کیا بگاڑ لے گا۔"

"بات دراصل یہ ہے کہ اس نقطے پر پہنچ کر میرا ذہن ٹھپ ہو گیا ہے۔"

"تو ہم مستقل طور پر خطرے میں ہیں۔"

"فی الحال تو ایسا نہیں ہے۔ کم از کم ریگی اور اس کے ساتھیوں کو یقین ہو گیا ہے کہ پاپا گورشیم نے میرے توسط سے نقشہ ہتھیا لیا ہے۔

لہٰذا وہ دور رہ کر ہماری نگرانی کریں گے۔"

"لیکن دوسری پارٹی — !"

"ہاں اس سے ٹکراؤ کا امکان ہے اس لئے مجھے باہر جانے دو۔"

"باہر جا کر کیا کرو گے؟"

"نگرانی — ! دوسری پارٹی کے پاس سُراغرساں کُتے بھی ہیں۔"

"بات سے بات نکلی چلی آ رہی ہے۔ ہم بڑی دشواریوں میں پڑ گئے ہیں۔"

عمران اٹھ کر غار کے دہانے کی طرف بڑھ گیا تھا۔ سونیا محسوس کر رہی تھی کہ اُس کا باپ بیحد خوش نظر آنے لگا ہے عمران کے بعد وہ اس کے پاس آ بیٹھا۔

"اب میں تم سے ناراض نہیں ہوں۔" اُس نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ پہلے بھی نہیں تھے۔ غصے کا اظہار محض اداکاری تھا۔"

"یہی بات ہے۔ بھلا پہلے کب تم نے مجھے ایسے موڈ میں دیکھا تھا۔"

"کبھی نہیں۔"

"لیکن ٹونی اوّل درجے کا احمق ہے۔"

"یہ بھی کوئی نئی بات نہیں۔" سونیا خواہ مخواہ ہنس پڑی۔

"وہ کہاں گیا ہے؟"

"کہہ رہا تھا کہ دوسری پارٹی کے پاس سراغرساں کُتے بھی ہیں۔"

"یہ بہت بُری خبر ہے۔ ویسے کچھ بھی ہو کل ہم یہاں سے روانہ ہو جائیں گے۔ وہ چالاک آدمی معلوم ہوتا ہے شکاری کتوں کا بھی کچھ نہ کچھ

انتظام ضرور کرے گا۔" دفعتاً وہ چونک پڑا۔ "فائر کی آواز۔" آہستہ سے کہتا ہوا اٹھ گیا۔ اب وہ بھی غار کے دہانے کی طرف جا رہا تھا۔ سونیا نے بھی کام چھوڑ دیا۔ ٹونی نے جھرجھری سی لی تھی۔ شاید اس نے بھی سن لی تھی۔ فائر کی آواز — پھر انہیں عمران دکھائی دیا جو غار کے اندر داخل ہو رہا تھا۔

"اوہ — کچھ نہیں۔" وہ ہنس کر بولا۔ "ایک بھیڑیا تھا۔ بھاگ گیا۔ لیکن فائر کی آواز دوسروں کو متوجہ کر سکتی ہے لہٰذا ہوشیار رہنا۔ ویسے میں ان کی توجہ اس غار سے ہٹائے رکھنے کی کوشش کرتا رہوں گا۔"

عمران رائفل اور کارتوسوں کی پیٹی اٹھا کر باہر نکل گیا۔ ساتھ ہی ہدایت کرتا گیا تھا کہ اُن میں سے کوئی بھی غار سے باہر نہ نکلے۔

"اس کا دماغ ہی خراب ہو گیا ہے۔" سونیا جھنجھلائے ہوئے انداز میں بڑبڑائی۔

"تم دیکھ لینا ہمیں ڈبوئے گا۔" ٹونی نے کہا۔

"بکواس بند کرو۔" گورشیو گرجا۔ وہ ایک بیحد تجربہ کار سپاہی معلوم ہوتا ہے۔ ہو سکتا ہے کسی محاذ پر خود بھی لڑا ہو۔"

"لڑکیوں کے محاذ پر — !" ٹونی کہہ کر حقارت سے ہنسا تھا۔

"اس سے کہو خاموش رہے ورنہ میں اس کا زبردستی منہ بند کر دوں گا۔" گورشیو نے سونیا سے کہا۔

"خوب . . . خوب — !" ٹونی نے قہقہہ لگایا۔ لیکن ٹھیک اسی وقت باہر سے کئی فائروں کی آوازیں آئی تھیں۔

"تم نے دیکھا — وہ غلط تو نہیں کہہ رہا تھا۔" گورشیو نے کہا اور

تیزی سے موم بتیاں بجھانے لگا۔

"یہ کیا کر رہے ہو۔۔؟" سونیا بوکھلا کر بولی۔

"یہی مناسب ہے۔"

"یہ بھی ایک بیحد تجربہ کار سپاہی ہیں۔" ٹونی کے لہجے میں طنز تھا۔ سونیا کو اس کا لہجہ کھل گیا تھا۔ لیکن دونوں باپ بیٹی خاموش ہی رہے۔

باہر سے تھوڑے تھوڑے وقفے سے فائر کی آوازیں برابر چلی آ رہی تھیں۔ تینوں غار کے دہانے کے قریب ہی خاموش کھڑے تھے۔

اچانک عقب سے سرچ لائٹ کا دائرہ اُن پر پڑا اور ساتھ ہی کسی عورت کی گرجدار آواز بھی سنائی دی۔ "اپنی جگہ سے جنبش بھی نہ کرنا۔ اسٹین گن کا رُخ تمہاری ہی طرف ہے چھلنی ہو کر رہ جاؤ گے۔"

انہوں نے مشینی طور پر اپنے ہاتھ اٹھا دیئے۔

"ان کے ہاتھ پیر باندھ دو۔!" عورت نے کسی کو حکم دیا تھا۔ فائر کی آوازیں اب بھی آ رہی تھیں لیکن غار سے ان کا فاصلہ زیادہ ہوتا جا رہا تھا۔

"تت۔۔۔ تم کون ہو؟" گورشیو ہکلایا۔

"اتنی جلدی بھول گئے ذلیل آدمی۔ تمہارا وہ ساتھی کہاں ہے۔"

"وہ نکل گیا ہے میں نہیں جانتا کہ اب وہ کہاں ہو گا۔ یہ بھی نہیں جانتا کہ کہاں سے آیا تھا۔ اس دن اچانک ہوٹل میں ایک سیاح کی حیثیت سے داخل ہوا تھا۔ اور میرے بیٹے کے ساتھ مجھے ڈھونڈھنے نکل کھڑا ہوا تھا۔ بس اس سے زیادہ اور کچھ نہیں جانتا۔"

"رگبی اور اُس کے ساتھی کہاں گئے۔"

"اب میں کیا بتاؤں محترمہ! اس دن تم جو کچھ مجھ سے پوچھ رہی تھیں۔ اس کے بارے میں آج بتا سکوں گا۔ کیونکہ سارے معاملات میری سمجھ میں آ گئے ہیں۔"

"تم غار کے اس دہانے پر ٹھہرو۔" عورت نے کسی سے کہا اور بھاری قدموں کی آواز غار میں گونجنے لگی۔

"تت۔۔۔ تم لوگ کدھر سے آ گئے؟" سونیا نے سوال کیا۔

لیکن اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے عورت نے گورشیو سے کہا کہ وہ جو کچھ کہنا چاہتا ہے جلدی سے کہہ ڈالے۔ گورشیو اُسے وہی کچھ بتانے لگا جو اس سے پہلے عمران کو بتا رہا تھا اس کے خاموش ہوتے ہی عورت بولی۔ "تو وہ ریل اس اجنبی کے پاس ہے۔"

"میں کچھ نہیں جانتا محترمہ۔ میرے علم کے مطابق ریل تو رگبی ہی کے ہاتھوں ضائع ہو گئی۔!"

"میں اسے تسلیم نہیں کر سکتی۔" عورت دہاڑی۔ "تم ہوٹل سے یہاں کیوں بھاگ آئے۔!"

"رگبی اور اس کے ساتھی ہم پر تشدد کرنے کا ارادہ رکھتے تھے۔ اُن کا بھی یہی خیال ہے وہ اجنبی میرا کوئی خاص آدمی ہے حالانکہ اس دن سے پہلے میں نے کبھی اس کی شکل بھی نہیں دیکھی۔"

"تمہارا بوائے فرینڈ ہے۔۔؟" عورت نے سونیا سے پوچھا۔

"کیا تم نے سنا نہیں کہ وہ ایک گاہک کی حیثیت سے ہمارے ہوٹل میں داخل ہوا تھا۔"

"سن لیا ہے۔ لیکن اس پر یقین کرنے کو تیار نہیں۔"

مت کرو یقین ۔"

"خاموش رہو لڑکی ورنہ زبان گدی سے کھینچ لی جائے گی۔" کسی مرد نے کہا۔

بہرحال ان کے ہاتھ پیر باندھ دیئے گئے تھے پھر انہیں ایک گوشے میں ڈال کر ان کے سامان کی تلاشی شروع کر دی گئی تھی۔

"آخر یہ لوگ آئے کدھر سے ہیں؟" سونیا نے سرگوشی کی۔

"بہت زیادہ تجربہ کار سپاہی اس کا جواب نہ دے سکیں گے۔" ٹونی بولا "مجھ سے پوچھو۔ یہ دراصل بھیڑیوں کا بھٹ ہے اس لئے ہو سکتا ہے دوسری طرف اس کا کوئی اور دہانہ بھی ہو جس کا علم دوسرے بیحد تجربہ کار سپاہی کو نہ ہو سکا۔"

"ٹونی خاموش رہو ورنہ تمہارا گلا گھونٹ دوں گا۔" گورشیو غصے سے بولا۔

"اتنے تجربہ کار بھی نہیں ہو کہ بندھے ہوئے ہاتھوں سے میرا گلا گھونٹ سکو۔"

"خدا کے لئے ٹونی خاموش رہو۔ ہم اپنے ڈرائنگ روم میں نہیں ہیں۔ رہائی کی کوئی تدبیر سوچو۔"

"اس کے علاوہ اور کوئی تدبیر نہیں ہو سکتی کہ سچی بات کہہ دی جائے۔"

"زبان بند رکھو ورنہ اچھا نہیں ہوگا۔" گورشیو خونخوار لہجے میں غرایا۔

پھر خاموشی چھا گئی۔ فائروں کی آوازیں بھی اب نہیں آ رہی تھیں۔ انہوں نے ساری موم بتیاں روشن کر دی تھیں اور نہایت اطمینان سے ایک ایک چیز الٹ پلٹ رہے تھے۔

عورت سمیت پانچ افراد تھے۔ چھٹا غار کے دہانے پر جما ہوا تھا۔ ہو

سکتا ہے کوئی ساتواں اس راستے کی طرف بھی رہا ہو جس کا علم انہیں نہیں تھا۔

سونیا کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب کیا ہوگا۔ عمران پتہ نہیں کتنی دور نکل گیا ہو۔ اور کب تک اس کی واپسی ہو اور یہ لوگ معلوم نہیں ان کے ساتھ کیا برتاؤ کریں۔ گورشیو نے سب کچھ تو کہہ دیا تھا لیکن وہ مطمئن نہیں دکھائی دیئے تھے۔

تھوڑی دیر بعد عورت کی آواز سنائی دی "اب انہیں اٹھا کر باہر لے چلو۔ جب تک بوڑھا شانہ ہی نہ کرے اس کے دونوں بچوں پر تشدد کی انتہا کر دیں گے۔"

"خبردار۔!" غار کے دہانے کی طرف سے آواز آئی۔ "اپنا اسلحہ زمین پر ڈال دو ورنہ سب کے سب چھلنی ہو جاؤ گے۔ تمہارا ادھر کا محافظ کام آ چکا ہے۔" آواز اندھیرے سے آئی تھی وہ چونک کر ادھر ہی دیکھنے لگے تھے۔ اسٹین گن والے کے ہاتھ میں جنبش ہوئی تھی کہ ایک فائر ہوا اور وہ اچھل کر دور جا پڑا۔ گولی شاید ہاتھ پر لگی تھی اسٹین گن زمین پر گری تھی۔

"اپنے ہاتھ اوپر اٹھاؤ۔"

سونیا نے ان کے ہاتھ اٹھتے دیکھے۔ عورت دانت پیس رہی تھی۔

"تم کون ہو خبیث! روشنی میں آؤ۔" اس نے دہانے کے اندھیرے میں آنکھیں پھاڑتے ہوئے للکارا تھا۔ دوسرے ہی لمحے میں عمران روشنی میں آ گیا۔ خوفناک شکاری والے میک اپ میں تھا۔

"تت . . . تم کون ہو؟" عورت ہکلائی۔

"بھیڑیا . . . جس کے بھٹ پر تم لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے۔"

"یہ تینوں چور ہیں یہاں بھاگ کر چھپے تھے۔" عورت نے کہا۔ "اب ہم انہیں لے کر واپس جا رہے ہیں۔ تمہارا بھٹ تمہیں مبارک رہے شکاری۔

کیا تم نے میرے اس آدمی کو مار ڈالا ہے جو باہر تھا۔"

"مر گیا ہو تو اس کا مقدر۔ میں نے صرف ایک گھونسہ اس کی پیشانی پر رسید کیا تھا۔"

"ہماری مدد کرو اچھے شکاری۔ یہ تینوں چور ہیں انہیں ہمارے ٹھکانے تک پہنچانے کی کوشش کرو۔ تمہیں معقول معاوضہ دوں گی۔"

"معاوضے میں وہسکی کی پانچ بوتلیں لوں گا۔"

"منظور ہے۔" عورت بولی۔

عمران نے ریوالور جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔ "تمہارا یہ آدمی بھی شاید بیہوش ہو گیا ہے جس نے اسٹین گن سنبھال رکھی تھی۔ ٹھہرو! پہلے اس کا زخم دیکھ کر ڈریسنگ کر دوں۔"

(٭)

وہ اپنی سلیج اور سامان سمیت غار سے روانہ ہو گئے تھے۔ تینوں کے ہاتھ پیر بندھے ہوئے تھے اور انہیں سلیج ہی پر ڈال کر لے جایا جا رہا تھا۔

سونیا نے ٹونی سے کہا "خدا کے لیے تم اپنی زبان بند ہی رکھنا۔"

"اسی مردود کی بدولت ہم اس حال کو پہنچے ہیں۔ اب دیکھو ہمارا کیا حشر ہوتا ہے۔"

"اس کی موجودگی میں ہم محفوظ رہیں گے۔ پتا نہیں اب کس چکر میں ہے۔ کوئی اسکیم ضرور ہے۔ ورنہ اس نے تو غار ہی میں اُن پر قابو پا لیا تھا۔"

"سونیا ٹھیک کہہ رہی ہے ٹونی۔" گورشیو بولا۔

"میں تو کہتا ہوں کہ انہی لوگوں کو سب کچھ بتا کر پیچھا چھڑاؤ۔"

"یہ لوگ بھی اب اس وقت تک پیچھا نہیں چھوڑیں گے جب تک کہ وہاں پہنچ نہ جائیں۔ ہمیں ساتھ ہی رکھیں گے۔ پھر اگر عمران بھی ساتھ ہوا تو ہم پوری طرح مطمئن اور محفوظ رہیں گے۔ وہ صرف ہماری دیکھ بھال کرے گا مجھے یقین ہے۔"

ٹونی کچھ نہ بولا۔ سونیا آہستہ آہستہ کہہ رہی تھی۔ پاپا کا خیال دُرست ہے وہ ابھی تک ہمارے کام ہی آیا ہے۔"

مسافت طویل نہیں تھی جلد ہی وہ ایک بڑے غار میں داخل ہوئے تھے جس کے اندر پیٹرومیکس کی تیز روشنی پھیلی ہوئی تھی۔

غار کے اندر پہنچ کر عورت نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔ "اب اس خبیث کو پانچ بوتلیں وہسکی کی دے دو۔ ایڈگر تم یہ کام کرو گے۔"

ایک قوی ہیکل آدمی مُکا تانتے ہوئے آگے بڑھا۔

"ٹھہرو۔۔!" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔ "میں نے تم پر اعتماد کیا تھا ورنہ تم لوگ یہاں تک ہرگز نہ پہنچ سکتے۔"

عورت ہنس کر بولی۔ "ایڈگر انہی پانچ آدمیوں میں سے ہے جن کے نرغے سے تم ان دونوں بھائی بہن کو نکال لے گئے تھے لہٰذا وہ تمہیں کسی طرح بھی معاف نہیں کرے گا۔ کیوں ایڈگر! یہی تھا نا۔"

"ہاں مادام۔۔!" ایڈگر غرّایا اور عمران پر جھپٹ پڑا۔

عمران غافل نہیں تھا۔ جھکائی دے کر اس کے بائیں پہلو پر ٹھوکر ماری وہ نہ صرف اچھل کر دور گیا تھا بلکہ عمران کا ریڈی میڈ میک اپ بھی ساتھ ہی لیتا گیا تھا۔

"ارے یہ تو وہی ہے۔ نکل کر جانے نہ پائے۔" عورت چیخی لیکن عمران اتنی

دیر میں انہی کی اسٹین گن پر قبضہ کر چکا تھا۔

"وہسکی کی پانچ بوتلیں بیا۔ میں تمہارے قیدیوں کو واپس لے جاؤں گا۔"

"کیا بیوقوفی کی باتیں کر رہے ہو۔" دفعتہً سونیا چیخی۔ "ختم کرو یہ کھیل۔"

عمران نے عورت سے کہا "ان تینوں کو کھول دو۔ اور اگر کسی نے اپنی جگہ سے جنبش بھی کی تو چھلنی کر کے رکھ دوں گا۔"

"تت۔۔۔ تمہاری بوتلیں۔" عورت ہکلائی۔

"اب تو سب کچھ میرا ہے۔۔۔ تم فکر نہ کرو۔ چلو اُن کے ہاتھ پیر کھول دو۔ عورتوں پر تو مجھے ذرہ برابر بھی رحم نہیں آتا کیونکہ میں خود آسمان سے ٹپکا تھا۔"

⁂

وہ انہیں بے بس کر کے غار ہی میں چھوڑ آئے تھے اور اب اگلی برف پر چلنے والی گاڑی عمران اور اس کے ساتھیوں کے قبضے میں تھی۔ گاڑی میں ایک ایسا پارٹ بھی لگا ہوا تھا جو اپنے پیچھے چھوٹے ہوئے نشانات کو مٹاتا بھی جا رہا تھا۔

"اب ہم اپنے اصل سفر پر روانہ ہو چکے ہیں۔" گورشیو نے عمران کے شانے پر ہاتھ مار کر کہا۔ ٹونی گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا اور سونیا اونگھ رہی تھی۔

"اب اگر تم اپنا صحیح جغرافیہ مجھے بتا دو تو بیحد ممنون ہو گا۔" گورشیو نے عمران سے کہا۔

"وقت آنے دو پاپا گورشیو۔۔۔ سب کچھ تمہیں معلوم ہو جائے گا۔"

"جب تم مجھے پاپا گورشیو کہتے ہو۔ تو تمہارے لہجے میں بیحد پیار ہوتا ہے۔ دل کھنچتا ہے تمہاری طرف۔"

"تو اب تم اسے ہی اپنا بیٹا بنا لو اور مجھے کسی کھڈ میں دھکا دے دو۔" ٹونی غرایا۔

"حرکتیں تو ایسی ہی ہیں تمہاری۔"

"اُو خوفناک احمق! تم کہاں سے نازل ہو گئے ہو ہم پر۔" ٹونی نے عمران کو مخاطب کیا تھا۔

"ٹونی تم نے پھر فضول باتیں شروع کر دیں۔" سونیا چونک کر بولی۔

گورشیو نے ٹونی سے کہا۔ "اسی جھونپڑے کی طرف چلے چلو جہاں اس دن انہوں نے مجھے گھیرا تھا۔ وہاں سے شمال مغرب کی طرف گاڑی موڑ کر بس چلتے ہی رہنا ہے۔"

"اس سے یہ تو پوچھو کہ اُس نے ہمیں غار کے دوسرے دہانے کے متعلق کیوں نہیں بتایا تھا۔" ٹونی نے گورشیو سے کہا۔

"بتا دیتا تو وہ لوگ اتنی آسانی سے نہ پھنس جاتے۔ اُن کے پاس میں یہ گاڑی دیکھ چکا تھا اور اسے کسی نہ کسی طرح حاصل کرنا چاہتا تھا۔ دوسرے دہانے کے قریب ایک موم بتی جلا کر رکھ دی تھی۔"

"اور ہمیں چھوڑ کر چلے گئے تھے۔" سونیا نے شکوہ کیا۔

"ہرگز نہیں! میں نے صرف ایک فائر کر کے دونوں پارٹیوں کو لڑا دیا تھا۔ اور خود غار کے قریب ہی رہا تھا۔ دوسری پارٹی کے شاید دو آدمی اور کام آ گئے کیونکہ غار میں صرف نو عدد ہی دکھائی دیتے تھے۔"

"لڑکے تم ایک دانشمند سپاہی ہو۔" گورشیو بولا۔

"بس کرو۔۔۔ پاپا۔ ورنہ میں گاڑی سے چھلانگ لگا دوں گا۔" ٹونی بولا۔ اور سونیا ہنس پڑی۔

"ہنس رہی ہو۔۔۔ شرم نہیں آتی۔"

"سونیا تم خاموش رہو۔" گورشیو بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"ہاں اور کیا" عمران سر ہلا کر بولا "ٹونی کو خزانے کے خواب دیکھنے دو۔ یہ بینٹ ونسنٹ میں ایک شاندار اپا کھولے گا"

"میرا نام مت لو — سمجھے —!"

"اور اگر میں تمہارے حق میں اپنے حصے سے دستبردار ہو جاؤں تو"

"یہ تمہیں اپنے سر پر بٹھالے گا" سونیا ہنس کر بولی۔

"سالا بچھو وہاں تک پہنچ جانے کے بعد تم ہم تینوں کو مار ڈالنے کی کوشش کرو گے"

"یہ ہوتی ہے" سونیا ہنس پڑی۔

"اسی طرح رونا بھی پڑے گا تم کو — دیکھ لینا —"

"تم سے نہیں کہوں گی کہ میرے آنسو خشک کر دو"

"عمران تم بُرا مت ماننا۔۔۔ ٹونی دل کا بُرا نہیں ہے۔ صرف کمزور اعصاب رکھتا ہے" گورشیو نے کہا۔

"میں سمجھتا ہوں —" عمران نے کہا۔

"نہ صرف سمجھتے ہو بلکہ دوسروں کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھانا بھی خوب جانتے ہو" ٹونی نے کہا۔ اس بار کوئی کچھ نہیں بولا تھا۔

گاڑی معمولی رفتار سے چل رہی تھی — تھوڑی دیر بعد سونیا بولی "ایندھن ختم ہو گیا تو کیا کریں گے"

"بہت ایندھن ہے۔ میں چیک کر چکا ہوں" "پورے دو سو مائیلس کا چکر لگایا جا سکتا ہے"

"ذرا دھیان رکھنا ہم غلط تو نہیں جا رہے" گورشیو بولا۔ "ابھی تک چوبی جھونپڑا نہیں دکھائی دیا۔"

"وہ رہا — بائیں جانب — میں دیکھ رہا ہوں" عمران بولا۔

"بس اس کی داہنی طرف سے نکل چلنا۔ سیدھے۔ مڑے بغیر۔ نوّے ڈگری کے زاویے پر —"

"ٹھہر جاؤ ٹونی —" عمران بولا "گاڑی روک دو۔ مجھے ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے ہماری راہ روکی جا رہی ہے"

"کیوں بکواس کرتے ہو۔۔۔ کون ہے یہاں؟"

"جو کچھ کہا جا رہا ہے کرو ٹونی مجھے اس کی صلاحیتوں پر اعتماد ہے" گورشیو نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اچھی بات ہے" ٹونی طویل سانس لے کر بولا" لیکن اس کا لہجہ اچھا نہیں تھا۔ عمران گاڑی سے کود گیا۔ وہ سب جس طرح بیٹھے ہوئے تھے اسی طرح بیٹھے رہے۔ گورشیو نے عمران سے کچھ پوچھنے کے لئے ہونٹ ہلائے تھے لیکن وہ اُسے نہیں دکھائی دیا تھا۔

"شاید بہت ہی بے بسی کی موت ہمارا مقدر ہو چکی ہے" ٹونی بڑبڑایا۔

"وہ تمہاری ہی دریافت ہے میری نہیں۔ وہ تمہارے ہی توسط سے مجھ تک پہنچا تھا"

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر ان سب باتوں سے کیا فائدہ۔ اگر ہم چاہیں تو یہیں سے واپس بھی جا سکتے ہیں" سونیا نے کہا۔

"اگر ریگی کو دشمن نہ بنایا ہوتا تو ضرور جا سکتے تھے"

"اچھا بس اب خاموش رہو"

"اوہ۔۔۔ وہ دیکھو — وہ اُدھر کیا چیز حرکت کر رہی ہے" سونیا ایک جانب ہاتھ اٹھا کر بولی۔

"بھیڑیا ہوگا" گورشیو نے کہا "ٹونی رائفل مجھے دینا"

پھر تو انہیں چاروں طرف متحرک سائے نظر آنے لگے تھے اور ایک گونجیلی آواز سنائی دی تھی۔

"گاڑی سے اتر آؤ۔۔۔ ورنہ مارے جاؤ گے"

"دیکھا تم نے" ٹونی دانت پیس کر بولا۔

سائے گاڑی کے گرد گھیرا تنگ کرتے جا رہے تھے۔

"بچاؤ کی صورت نہیں۔ بس اتر آؤ گاڑی سے" پھر کہا گیا۔

"وہ غافل نہ ہوگا" گورشیو آہستہ سے بولا "جو کہا جا رہا ہے وہی کرو" تینوں گاڑی سے اتر کر ایک طرف کھڑے ہو گئے تھے اور ٹونی آہستہ آہستہ گالیاں بک رہا تھا۔

"خاموش رہو" سونیا اس کا بازو جھنجھوڑ کر بولی "انہیں یہ نہ معلوم ہونے پائے کہ عمران ہمارے ساتھ تھا۔"

دفعتہً اُن پر سرچ لائٹ کا دائرہ پڑا تھا اور رگبی کی آواز آئی تھی "اوہو۔ یہ تو گورشیو ہے لیکن گاڑی ان لوگوں کی معلوم ہوتی ہے"

پھر وہ سب اُن کے قریب آ گئے تھے اور رگبی نے گورشیو سے پوچھا تھا کہ کیا اب اُس نے مخالفوں سے بھی ساز باز کر لی ہے"

"نہیں!" گورشیو بولا "ہم اُن کی گاڑی لے بھاگے ہیں۔ عمران کو اُن سے الجھا ہوا چھوڑ آئے ہیں"

رگبی نے اپنے آدمیوں میں سے کسی کو ہدایت کی تھی کہ وہ گاڑی کو جھونپڑے کی طرف لے جائے اور گورشیو سے بولا تھا "تم لوگ بھی ادھر ہی چلو۔ میں اب بھی تمہارا اتنا ہی دوست ہوں جتنا پہلے تھا۔"

وہ تینوں چپ چاپ جھونپڑے کی طرف چل پڑے تھے سو وہاں پہنچ کر انہیں گرا گرم کافی پلائی گئی اور ٹونی ان کے اس برتاؤ پر یکلخت پگھل گیا۔ پھر تو کسی کی بھی پروا کئے بغیر اُس نے رگبی کو الگ لے جا کر عمران کی پوری کہانی سنا دی لیکن یہ نہیں بتلا تھا کہ عمران کچھ دیر پہلے بھی انہی کے ساتھ تھا۔ سونیا انہیں شبے کی نظر سے دیکھ رہی تھی۔ لیکن کچھ بولی نہیں تھی۔ کچھ دیر بعد وہ ان کے پاس پلٹ آئے۔

"گورشیو۔!" رگبی مسکرا کر بولا "مجھے خوشی ہے کہ تمہارا بیٹا بہت ذہین معا

فہم اور عقلمند ہے"

"ہو سکتا ہے" گورشیو بیزاری سے بولا "میں نے تو کبھی ایسا محسوس نہیں کیا۔"

سونیا نے بھی ٹونی کو گھور کر دیکھا تھا لیکن وہ اُن کی طرف متوجہ ہی نہیں تھا۔

"لاؤ نکالو۔ گورشیو وہ یادداشتیں جو تم نے نوٹ کی تھیں۔ ہماری دوستی پھر اسی جگہ سے شروع ہو جائے گی جہاں ختم ہوئی تھی"

گورشیو کے چہرے پر کسی قسم کا جذباتی تغیر نہیں دکھائی دیا تھا۔ البتہ سونیا دانت پیستی رہی تھی۔ گورشیو نے چپ چاپ کاغذ جیب سے نکالا اور رگبی کے حوالے کر دیا۔ رگبی دیر تک اُسے دیکھتا رہا پھر بولا "یادداشت تحریر کرنے کا مطلب یہ ہے کہ تمہاری زبانی راہنمائی کی بھی ضرورت پیش آئے گی۔"

"مجھے تو اب معاف ہی کرو۔ میں اپنے بچوں سمیت واپس جانا چاہتا ہوں"

"یہ کیسے ممکن ہے دوست! منزل کے قریب پہنچ کر پلٹ جاؤ گے۔ نہیں نہیں یہ نہیں ہو سکتا۔ اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی خوشی ہی اور ہوتی ہے"

"مجھے کچھ بھی نہیں چاہیئے مسٹر رگبی"

"مجھے تو چاہیئے" دفعتہً ٹونی بول پڑا۔

"تو پھر تم جاؤ جہنم میں" گورشیو غرایا۔ اس کی آنکھوں سے نفرت کا زہر جھلک رہا تھا۔

"سوال تو یہ ہے کہ تم ہماری مرضی کے بغیر واپس کیسے جاؤ گے" رگبی نے ہنس کر کہا۔

"اور پھر میرے بھولے دوست تم نے کیونکر یقین کر لیا کہ اُس بدمعاش نے ایک ہی پرنٹ نکالا ہوگا۔ ہو سکتا ہے ایک سٹ اب بھی اس کے پاس محفوظ ہو"

"اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا" گورشیو نے پرسکون لہجے میں کہا "اس کے فرشتے بھی انہیں ترتیب نہیں دے سکیں گے"

"تو کیا اس نے ترتیب نہیں دیکھی تھی"

"ہرگز نہیں۔ میں اناڑی نہیں ہوں۔ اس سے دور بیٹھ کر میں نے ٹکڑوں کو

ترتیب دیا تھا اور یادداشت نوٹ کر کے انہیں نذرِ آتش کر دیا تھا۔"

"بہت خوب۔" وہ اس کے شانے پر ہاتھ مار کر ہنسا۔ "اب غصہ تھوک دو اور ایک اچھے دوست کی طرح میری مدد کرو۔ میری کیوں۔ اپنی بھی۔ اپنے بچوں کی۔ ان کا مستقبل شاندار ہوگا اگر خزانہ ہمارے ہاتھ آ گیا۔"

سونیا نے دیکھا کہ بات بگڑ گئی ہے تو خود بھی رگبی کی ہاں میں ہاں ملانے پر آمادہ ہو گئی۔ گورشیو نے اُسے حیرت سے دیکھا تھا۔ لیکن شاہد دخل اندازی نہیں کرنا چاہتا تھا اس لئے دوسری طرف دیکھنے لگا تھا۔

پھر طے پایا کہ رات جھونپڑے ہی میں گزاری جائے اور صبح ہوتے ہی وہ منزل کی تلاش میں نکل کھڑے ہوں۔

رگبی گورشیو اور سونیا ایک ہی جگہ سوئے تھے۔ پتہ نہیں کس وقت سونیا کو ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی اس کا گلا گھونٹ رہا ہو۔ پھر کسی قسم کی جدوجہد کئے بغیر وہ فرش سے اٹھتی چلی گئی تھی۔ ایک ہاتھ مضبوطی سے اس کے منہ پر جما ہوا تھا اور خود شاہد کسی کے کاندھے پر تھی۔

"گاڑی میں لے چلو۔" کسی نے آہستہ سے کہا تھا اور وہ جس نے اسے کاندھے پر اٹھا رکھا تھا تیزی سے چلنے لگا تھا۔ سونیا کا دم گھٹنے لگا لیکن وہ جنبش نہیں کر سکتی تھی۔ بالآخر اُسے گاڑی کی ایک سیٹ پر پٹخ دیا گیا تھا۔

"یہ کیا بیہودگی ہے۔" وہ جھنجھلا کر بولی۔

"آہستہ۔!" کسی نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "اگر تمہاری آواز بلند ہوئی تو خنجر تمہارے دل میں پیوست ہو جائے گا۔" پھر اس نے اپنے ساتھی سے کچھ کہا تھا لیکن دوسرے ہی لمحے میں سونیا نے خود اسی کی کراہ سنی اور پھر کوئی وزنی چیز گری تھی۔ سیٹ سے اٹھ کر اس نے دیکھا۔ باہر سفید برف پر دو تاریک سائے ایک دوسرے سے گتھے ہوئے تھے۔

اور ایک سایہ جیسے بے حس و حرکت پڑا ہوا تھا۔

پھر دیکھتے ہی دیکھتے دوسرا سایہ بھی پہلے کے برابر جا پڑا اور بے حس و حرکت ہو گیا۔ تیسرے سائے نے گاڑی کی طرف چھلانگ لگائی اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتا ہوا بولا۔ "یہ میں ہوں سونیا! چیخ مارنے کی ضرورت نہیں۔"

"عمران! خدایا شکر ہے تیرا۔"

پھر گاڑی اسٹارٹ ہوئی تھی اور تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی تھی۔ سونیا دم بخود پڑی رہی۔ اب اُس پر غشی سی طاری ہونے لگی تھی۔ عمران اُسے آوازیں دے رہا تھا لیکن یہ آوازیں بہت دور کی معلوم ہوتی تھیں پھر سب کچھ سناٹے میں ڈوب گیا۔

(٭)

آنکھ کھلی تو سورج طلوع ہو رہا تھا۔ اور گاڑی بھی رکی ہوئی تھی۔ خود اس پر تین عدد موٹے موٹے کمبل پڑے ہوئے تھے اور عمران اس پر جھکا ہوا تھا۔

"اوہ۔۔۔ تم ہو معصوم درندے۔" وہ مسکرائی۔

"اب اتنی بے دردی کا مظاہرہ بھی مت کرو۔" عمران بولا۔ "میں تو ایک بالکل بے ضرر بیوقوف آدمی ہوں۔"

"لیکن تم مجھے کہاں لے آئے ہو بیوقوف آدمی۔"

"یہ تو تم ہی بتاؤ گی۔"

"آخر کتنا فاصلہ طے کیا ہے۔"

"بس چلتے ہی رہے ہیں ابھی ابھی گاڑی رکی ہے۔ اُن دونوں احمقوں نے حیرت انگیز طور پر میری مشکل آسان کر دی۔ لیکن شاہد خود ہمیشہ کے لئے دنیا سے رخصت ہو گئے۔"

"تو کیا تم نے انہیں مار ڈالا۔" سونیا بوکھلا کر اٹھ بیٹھی۔

"کیا کرتا۔ گاڑی بہرحال نکال لانی تھی۔ اور پھر مجھے بھی غصہ آ گیا تھا۔"

اگر تمہارے ساتھ اس قسم کا برتاؤ نہ کرتے تو خیر کوئی بات نہیں تھی۔"

سونیا نے وہ سب کچھ کہہ سنایا جو ان تینوں پر گذری تھی۔ اپنے باپ اور بھائی کے لئے اس کا اضطراب بڑھتا جا رہا تھا۔

"فکر نہ کرو۔ وہ انہیں کوئی نقصان پہنچائے بغیر ادھر آنے کی کوشش کریں گے۔ پاپاگورشیو کی مدد کے بغیر تو صحیح وہ یادداشتیں قطعی بیکار ہیں۔"

"لیکن ہم کہاں جائیں گے۔"

"میں رگبی کے اس خیال سے بالکل متفق ہوں کہ تصویروں کے دو سیٹ تیار کئے گئے تھے ایک پاپاگورشیو نے ضائع کر دیا اور ایک میرے پاس محفوظ ہے"

سونیا گاڑی سے اتر کر چاروں طرف نظر دوڑانے لگی تھی۔ کچھ دیر بعد اس نے کہا

"میری سمجھ میں تو کچھ بھی نہیں آتا۔"

"ٹھہرو۔ میں وہ تصویریں نکالتا ہوں۔ تم نے کہا تھا کہ تم دور دراز تک کے علاقوں میں پھرتی رہی ہو۔ شاید اس نقشے کو ترتیب دے سکو۔ بے فکری سے کام کرو۔ ان کے پاس کتوں والی سلیج ہے یہاں تک آسانی سے نہ پہنچ سکیں گے۔"

وہ پھر گاڑی میں آ بیٹھی اور عمران نے تصاویر جیب سے نکال کر اس کے سامنے ڈال دیں۔

وہ تھوڑی دیر تک ان کا جائزہ لیتی رہی تھی۔ پھر انہیں ترتیب دینے لگی تھی۔ ساتھ ہی ساتھ بھوک کی شکایت بھی کئے جا رہی تھی اور عمران گاڑی کے پچھلے حصے میں کولڈ بیف کے سینڈوچ تیار کر رہا تھا۔

کچھ دیر بعد سونیا نے اونچی آواز میں اعلان کیا کہ وہ نقشے کو ترتیب دے لینے میں کامیاب ہو گئی ہے۔

"اس خوشی میں یہ لو ناشتہ حاضر ہے۔" عمران نے ناشتے کی ٹرے اس کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

"تم بھی تو آؤ۔"

"میری فکر نہ کرو۔ اونٹ ریگستان کا جہاز ہے اور میں برفستان کا اونٹ ہوں کئی دنوں تک کچھ کھائے پیئے بغیر زندہ رہ سکتا ہوں بس چیونگم کا اسٹاک ہونا چاہیئے۔"

ناشتے کے بعد سونیا ہی کی ہدایت کے مطابق گاڑی ایک طرف چل پڑی تھی۔

"آخر ہم کہاں لے جائیں گے اُس خزانے کو۔" سونیا بولی۔

"رگبی کے ساتھیوں میں برابر برابر تقسیم کر دیں گے۔ تم یونہی مالدار ہو اور میں اپنے ملک کا شہزادہ ہوں۔"

"تم پتہ نہیں کون ہو اور کہاں سے آئے ہو تمہاری کسی بات پر یقین نہیں آتا۔"

"اُف فوہ۔ یہاں پہنچ کر مجھ پر بے اعتمادی کا اظہار۔"

"میں نہیں کہہ رہی کہ تم دھوکے باز ہو۔ اُوہ۔ ذرا ٹھہرو۔ شاید ہم "سی اسپاٹ" پر پہنچ گئے ہیں۔ وہ دیکھو سامنے والی چٹان کی بناوٹ۔"

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ یہاں سے شاید بائیں جانب مڑنا ہے۔" عمران نے کہا اور گاڑی موڑتا ہوا بولا "تمہاری یادداشت پر اعتماد کیا جا سکتا ہے۔"

کچھ دور چلنے کے بعد سونیا نے اُسے پھر ٹوکا تھا اور گاڑی کا رُخ موڑا گیا تھا۔

تین گھنٹے تک چلتے رہنے کے بعد بالآخر اس نے بالکل رک جانے کے لئے کہا تھا۔

"نقشے کے مطابق اب آگے جانے کی گنجائش نہیں ہے۔" اس نے کہا۔

"تو پھر یہی ہماری منزل بھی ہو سکتی ہے۔"

وہ گاڑی سے اتر آئے اور چاروں طرف نظر دوڑانے لگے۔ اونچی اونچی چٹانوں سے گھرا ہوا یہ برف زار شاید ہمیشہ ہی سورج کی شعاعوں سے محروم رہتا ہو گا۔

"آہا۔ ۔ ۔ وہ دیکھو۔ کراس کی شکل کی چٹان۔" دفعتہً سونیا پُرمسرت لہجے میں چیخی۔ "نقشے کا آخری نشان۔"

پھر وہ تیزی سے اسی صلیب نما چٹان کی طرف بڑھتے چلے گئے تھے۔

"اب ہمیں اپنی عقل سے کام لینا ہے۔ نقشہ تو خاموش ہو چکا ہے۔" عمران بولا۔ چٹان کے قریب پہنچ کر دونوں رک گئے تھے اور عمران نے اسے ایک جگہ ایک بڑا سا پتھر دکھاتے ہوئے کہا تھا۔ "ہو سکتا ہے اس پتھر کو ہٹاتے ہی ہمیں کسی غار کا دہانہ نظر آجائے۔"

"کوشش کرو۔" سونیا طویل سانس لے کر بولی۔ "میں تو اب بڑی تھکن محسوس کر رہی ہوں۔"

کافی جد و جہد کے بعد پتھر اپنی جگہ سے کھسک کر ڈھلان میں پھسلتا چلا گیا تھا۔ عمران کا خیال غلط نہ نکلا۔ وہ کسی غار کا دہانہ ہی تھا۔

"تو تم خزانے تک آ پہنچے۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی لیکن وہ کچھ نہ بولا۔ بے حد سنجیدہ نظر آنے لگا تھا۔

غار زیادہ کشادہ نہ ثابت ہوا۔ دو ٹارچوں کی روشنی نے اسے پوری طرح روشن کر دیا تھا ایک جانب ایک چھوٹی سی میز نظر آئی جس پر لکڑی کی ایک تختی پڑی ہوئی تھی۔

"لو ہو۔ اس پر شاید جرمن زبان میں کچھ تحریر ہے۔" سونیا اسے اٹھا کر دیکھتی ہوئی بولی۔ دوسرے ہی لمحے میں وہ عمران کے ہاتھ میں تھی اور تحریر کا اطالوی ترجمہ سونیا کے گوش گذار کر رہا تھا۔

"ہیل ہٹلر — ! جرمنی ہمیشہ آباد رہے۔ اتحادیوں سے جنگ میں ہمارا پلا بھاری ہے۔ یہاں جرمنی کی نصرت کا ضامن ایک بھیانک اسلحہ پوشیدہ ہے۔ یہاں سے بائیں جانب دس قدم چل کر پتھر کی چھوٹی سی سِل ہٹاؤ۔ لیکن ٹھہرو۔ پہلے ایک بے حد ضروری بات سن لو۔ یہ اسلحہ اس وقت کے لئے ہے جب جرمنی کی ساری امیدیں ٹوٹ جائیں۔ سرخ بٹن دباتے ہی ایک جگہ سے دو عدد دور مار راکٹ فائر ہوں گے۔ ایک لندن پر گرے گا اور دوسرا پیرس پر۔ ۔ ۔ اور دونوں ہی دو صد

میل کے دائرے میں تباہی مچا دیں گے اور جرمنی یہ جنگ جیت لے گا دو صد میل کے دائرے میں ایک متنفس بھی زندہ نہ بچے گا۔ لندن اور پیرس قبرستان بن جائیں گے۔ اگر جرمنی اس کے بغیر ہی فتح حاصل کر لے تو بہتر یہی ہوگا کہ ان دونوں راکٹوں ہی کو تباہ کر دیا جائے۔ ہرا بٹن دبانے سے ان کے اجزا منتشر ہو کر بیکار ہو جائیں گے۔ لیکن ہوشیار! ایسا کرنے سے بھی کم از کم دس میل کے دائرے میں زلزلہ سا برپا ہو جائے گا۔ لیکن اجزا کا انتشار صرف دو عدد دھماکے پیدا کرے گا۔ جو تباہ کن نہ ہوں گے۔ — ہیل ہٹلر!"

سونیا دم بخود تھی۔

عمران بڑبڑایا۔ "نازی درندوں میں بھی تھوڑی بہت انسانیت تھی لیکن انسانیت کے دعویداروں نے ہیروشیما کو تباہ کر دیا۔ کیا خیال ہے۔ دباؤں ہرا بٹن —؟"

"یقیناً۔ ۔ ورنہ ہو سکتا ہے کہ کوئی بین الاقوامی غنڈہ اس پر قبضہ کر کے فرانس اور برطانیہ کو بلیک میل کرنا شروع کر دے۔"

—

انہوں نے جلد ہی سوئچ بورڈ تلاش کر لیا تھا اور عمران نے ہرے بٹن پر انگلی رکھ دی تھی۔

زیر زمین گڑگڑاہٹ سنائی دی۔ اور پھر۔ سچ مچ زلزلہ سا آ گیا۔ کئی سیکنڈ تک زمین ہلتی رہی تھی۔ سونیا کسی خوفزدہ ننھی سی بچی کی طرح عمران سے لپٹی ہوئی کانپتی رہی۔

"بس بس! کھیل ختم ہو گیا۔ اب دلواؤ میرے حصے کی رقم۔ ورنہ میں تمہیں ہی راکٹ بنا دوں گا۔" عمران بولا۔

"اب مجھے وہ دونوں یاد آ رہے ہیں۔ پتہ نہیں ان کا کیا حشر ہوا ہو۔ تم تو اپنی راہ لو گے۔"

"خدا نے چاہا تو وہ زندہ ہی ہوں گے۔ چلو واپس چلو۔"

دونوں غار سے نکل کر گاڑی تک آئے تھے۔ اور سونیا اسے واپسی کے سفر کے لئے تیار کرنے لگی۔

"میرا خیال ہے کہ یہیں ان کا انتظار کریں۔" عمران بولا "یہ ہو سکتا ہے دو تین گھنٹے بعد ہی وہ یہاں پہنچ جائیں۔ میں ادھر چھپ جاؤں گا۔ تم گاڑی ہی میں بیٹھی رہنا۔ اسی طرح میں تم تینوں کی حفاظت کر سکوں گا۔"

"جیسی تمہاری مرضی۔ میری تو کچھ بھی سمجھ میں نہیں آتا۔"

"یہ تختی بھی اپنے ہی پاس رکھو۔ رگبی کے حوالے کر دینا۔ اس کے بعد اگر اس نے تم لوگوں پر ہاتھ اٹھایا تو ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑوں گا۔"

پھر اپنی اسکیم کے مطابق وہ ایک بڑے پتھر کے پیچھے چھپ گیا تھا۔ اس کا اندازہ غلط نہ نکلا۔ دو سلیج گاڑیاں وہاں پہنچی تھیں جن پر سے کئی آدمی رائفلیں لئے ہوئے کودے تھے اور برف پر چلنے والی گاڑی کو گھیر لیا تھا۔ سونیا نے دیکھا کہ اس کے باپ اور بھائی قیدیوں کی طرح سلیج پر بندھے بیٹھے ہیں۔

سونیا نے لکڑی کی تختی رگبی کی طرف بڑھا دی جو قریب ہی کھڑا اسے خونخوار نظروں سے گھورے جا رہا تھا۔

"تت . . . تو وہ — زلزلہ — !" وہ بالآخر ہکلایا۔

"ہاں — مسٹر رگبی — کسی کی خواہش کے مطابق دونوں راکٹ تباہ کر دیئے گئے۔"

"ہمارا بھی یہی مشن تھا۔ اچھی — لڑکی۔" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا "دو

لاکھ ڈالر تمہارے ہیں۔ مغربی جرمنی اب ساری دنیا میں امن چاہتا ہے اور غیر ترقی یافتہ ممالک کی ترقی کا خواہاں۔ — دوسری پارٹی ایک جنگی راز سے تعلق رکھتی ہے۔ اگر وہ ان راکٹوں پر قبضہ کر لیتی تو ہمارا مشن کامیاب نہ ہوتا [illegible]۔ تمہارا وہ جیالا بوائے فرینڈ کہاں ہے جس نے میرے آدمیوں کو ہلاک کر دیا۔"

"وہ دونوں تمہاری طرح نیک دل نہیں تھے مسٹر رگبی۔ مجھے سوتے سے گاڑی میں اٹھا لائے تھے۔ اور — اسی لئے وہ مارے گئے۔"

"اگر یہ بات تھی تب تو ان کا انجام میرے لئے خوشی کا باعث ہے . . . میں تمہارے بوائے فرینڈ کو معاف کرتا ہوں۔ اُسے بلاؤ۔ اسی کے ساتھ میں وہ جگہ دیکھنا چاہتا ہوں جہاں سوئچ بورڈ تھا۔"

"سوئچ بورڈ اب بھی موجود ہے۔ وہ تباہ نہیں ہوا۔" سونیا نے کہا اور عمران کو آوازیں دینے لگی۔

واپسی کے سفر میں رگبی ان چاروں کے ساتھ گاڑی ہی میں بیٹھا تھا۔ عمران کے استفسار پر اس نے بتایا کہ وہ ان راکٹوں کے بارے میں جانتا تھا۔ اور انہیں تباہ ہی کرنے کی غرض سے وہاں آیا تھا اور ان کی تباہی کے بعد حسب وعدہ گورشیو کو دو لاکھ ڈالر ادا کر دیتا جو اسے سوئٹزرلینڈ کے ایک بینک سے مل جاتے۔"

"دوسری پارٹی کا کیا ہوگا۔" گورشیو نے پوچھا۔

"اٹلی کی حکومت اس سے نپٹے گی۔ ڈی امیزو پہنچتے ہی اس کے لئے کارروائی شروع کر دوں گا۔"

"بہرحال پچاس ہزار ڈالر کما لئے اس مسخرے نے بھی۔" ٹونی عمران کے شانے پر ہاتھ مار کر بولا۔

"تم ایک شہزادے کی توہین کر رہے ہو۔" عمران اکڑ کر بولا۔ "ہم لوگ اس طرح نہیں کمایا کرتے۔ کیا سمجھتے ہو۔ خود میرے تین بلین ڈالر سوئٹزرلینڈ کے بینکوں میں پڑے ہوئے جھک مار رہے ہیں۔"

"تو تم یہیں کوئی بزنس کیوں نہیں کر لیتے۔ اپنے ملک واپس جا کر کیا کرو گے" گورشیو بولا۔

"میری ماں منتظر ہو گی۔" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ اور سونیا اسے بہت غور سے دیکھنے لگی۔

واپسی کا سفر بعید دشوار ہو گیا تھا کیونکہ اس معمولی سے زلزلے نے بھی جگہ جگہ برف میں دراڑیں ڈال دی تھیں۔

ختم شد